تنظیم اسلامی کا ترجمان

03

ہفت روزہ

ندائے خلافت

لاہور

www.tanzeem.org

8 تا 14 جمادی الاوّل 1440ھ/ 15 تا 21 جنوری 2019ء

اقتصادی امراض کا بہترین علاج

’’میں مسلمان ہوں، میرا عقیدہ ہے اور یہ عقیدہ دلائل و براہین پر مبنی ہے کہ اقتصادی امراض کا بہترین علاج قرآن نے تجویز کیا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ سرمایہ داری کی قوت جب حدِ اعتدال سے تجاوز کر جائے تو دنیا کے لیے ایک قسم کی لعنت ہے۔ لیکن دنیا کو اس کے مضر نتائج سے نجات دلانے کا طریق یہ نہیں کہ معاشی نظام سے اس قوت کو خارج کر دیا جائے، جیسا کہ بالشویک تجویز کرتے ہیں۔ روسی بالشویزم یورپ کی عاقبت نا اندیش اور خود غرض سرمایہ داری کے خلاف ایک زبردست ردعمل ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ مغرب کی سرمایہ داری اور روسی بالشویزم دونوں افراط و تفریط کا نتیجہ ہیں۔ اعتدال کی راہ وہی ہے جو قرآن نے ہم کو بتائی ہے۔ شریعت حقہ اسلامیہ کا مقصود یہ ہے کہ سرمایہ داری کی بناء پر ایک جماعت دوسری جماعت کو مغلوب نہ کر سکے اور اس مدّعا کے حصول کے لیے میرے عقیدے کی رو سے وہی راہ آسان اور قابل عمل ہے جس کا انکشاف شارع علیہ السلام نے کیا ہے۔ مجھے افسوس ہے کہ مسلمانوں نے اسلام کے اقتصادی پہلو کا مطالعہ نہیں کیا، ورنہ ان کو معلوم ہوتا کہ اس خاص اعتبار سے اسلام کتنی بڑی نعمت ہے...... اس (اسلامی) مساوات کا حصول بغیر ایک ایسے معاشی نظام کے ممکن نہیں جس کا مقصود سرمایہ کی قوت کو مناسب حدود کے اندر رکھ کر مذکورہ بالا مساوات کی تخلیق و تولید ہو۔ ہندوستان اور دیگر ممالک کے مسلمان جو یورپ کی پولیٹیکل اکانومی پڑھ کر اکانومی خیالات سے فوراً متاثر ہو جاتے ہیں، ان کے لیے لازم ہے کہ وہ قرآن کی اقتصادی تعلیم پر نظر غائر ڈالیں، مجھے یقین ہے کہ وہ اپنی تمام مشکلات کا حل اس کتاب میں پائیں گے۔‘‘

خالد علوی

اس شمارے میں

اسلاموفوبیا میں مبتلا مغرب

بیوی پر شوہر کے حقوق

جعلی اکاؤنٹس کیس اور......

میری سنو جو گوشِ نصیحت......

اولاد دنیا کی زینت اور آخرت کا توشہ

مرکزی انجمن خدام القرآن کا سالانہ اجلاس

حضرت ابراہیم علیہ السلام کو جلانے کا فیصلہ

سُورۃُ الْاَنْبِیَاء — بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ — آیات: 65 تا 69

ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٥﴾ قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا
لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾ اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾ قَالُوْا
حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾ قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾

آیت ۶۵ ﴿ثُمَّ نُكِسُوْا عَلٰى رُءُوْسِهِمْ ۚ﴾ ”پھر وہ اپنے سروں کے بل اوندھے کر دیے گئے“

ایک لمحے کے لیے دلوں میں یہ خیال تو آیا کہ ابراہیمؑ کی بات درست ہے اور ہم غلط ہیں، مگر جاہلانہ حمیت و عصبیت کے ہاتھوں ان کی عقلیں پھر سے اوندھی ہو گئیں اور پھر سے وہ ان بے جان بتوں کا دفاع کرنے کی ٹھان کر بولے کہ ان سے ہم کیا پوچھیں:

﴿لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ ﴿٦٥﴾﴾ ”تم تو جانتے ہو کہ یہ بول نہیں سکتے!“

آیت ۶۶ ﴿قَالَ اَفَتَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ مَا لَا يَنْفَعُكُمْ شَيْـًٔا وَّلَا يَضُرُّكُمْ ﴿٦٦﴾﴾ ”ابراہیمؑ نے کہا: تو کیا تم لوگ اللہ کو چھوڑ کر ایسی چیزوں کو پوجتے ہو جو نہ تو تمہیں کچھ نفع دے سکتی ہیں اور نہ ہی تمہارا کچھ نقصان کر سکتی ہیں؟“

آیت ۶۷ ﴿اُفٍّ لَّكُمْ وَلِمَا تَعْبُدُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ ۭ اَفَلَا تَعْقِلُوْنَ ﴿٦٧﴾﴾ ”تف ہے تم پر بھی اور ان پر بھی جنہیں تم اللہ کو چھوڑ کر پوجتے ہو۔ تو کیا تم لوگ عقل سے کام نہیں لیتے؟“

آیت ۶۸ ﴿قَالُوْا حَرِّقُوْهُ وَانْصُرُوْٓا اٰلِهَتَكُمْ اِنْ كُنْتُمْ فٰعِلِيْنَ ﴿٦٨﴾﴾ ”انہوں نے کہا: جلا ڈالو اسے، اور مدد کرو اپنے معبودوں کی! اگر تمہیں کچھ کرنا ہی ہے۔“

چنانچہ انہوں نے آگ کا ایک بہت بڑا الاؤ تیار کیا اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس میں ڈال دیا۔

آیت ۶۹ ﴿قُلْنَا يٰنَارُ كُوْنِيْ بَرْدًا وَّسَلٰمًا عَلٰٓي اِبْرٰهِيْمَ ﴿٦٩﴾﴾ ”ہم نے حکم دیا کہ اے آگ! تُو ٹھنڈی ہو جا اور سلامتی بن جا ابراہیمؑ پر۔“

یہاں یہ نکتہ ذہنوں میں تازہ کرنے کی ضرورت ہے کہ فطرت کے قوانین اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے ہیں اور اللہ جب چاہے انہیں تبدیل کر سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی اور مشیت ان قوانین سے بالاتر ہے، ان کی پابند نہیں۔ مگر یہ بھی حقیقت ہے کہ یہ قوانین بہت محکم ہیں اور اللہ تعالیٰ انہیں روز روز تبدیل نہیں کرتا۔ اگر یہ محکم اور مستقل نہ ہوتے تو نہ سائنس کا کوئی تصور ہوتا، نہ کوئی ٹیکنالوجی وجود میں آسکتی۔

اللہ تعالیٰ نے آگ کو ٹھنڈا ہونے کا حکم دیا، اتنا ٹھنڈا جو جسم و جان کے لیے خوشگوار معلوم ہو۔ آگ میں ابراہیم علیہ السلام کے گزرے سات دن ان کی زندگی کے پُرسکون دن تھے۔

فرمان نبویؐ

لباس میں تواضع پر انعام

عَنْ مُعَاذِ بْنِ اَنَسٍ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلی اللہ علیہ وسلم: ((مَنْ تَرَكَ اللِّبَاسَ تَوَاضُعًا لِلّٰهِ وَهُوَ يَقْدِرُ عَلَيْهِ دَعَاهُ اللّٰهُ يَوْمَ الْقِيٰمَةِ عَلٰى رُءُوْسِ الْخَلَائِقِ حَتّٰى يُخَيِّرَهُ مِنْ اَيِّ حُلَلِ الْاِيْمَانِ يَلْبَسُهَا)) (رواہ الترمذی)

حضرت معاذ بن انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: ”جو بندہ بڑھیا لباس کی استطاعت کے باوجود از راہِ تواضع و انکساری اس کو استعمال نہ کرے (اور سادہ معمولی لباس ہی پہنے) تو اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ساری مخلوقات کے سامنے بُلا کر اختیار دے گا کہ وہ ایمان کے جوڑوں میں سے جو جوڑا بھی پسند کرے اس کو زیب تن کرے۔“

تشریح: یہ بشارت ان بندوں کے لیے ہے جن کو اللہ تعالیٰ نے اتنی دولت دی ہے کہ وہ بہت اعلیٰ اور بیش قیمت لباس بھی استعمال کر سکتے ہیں لیکن وہ اس مبارک جذبے کے تحت ایسا لباس نہیں پہنتے کہ اس کی وجہ سے دوسرے بندوں پر میرا تفوق اور میری بڑائی ظاہر ہو گی اور شاید کسی غریب و نادار بندے کا دل ٹوٹے۔

ہفت روزہ
لاہور
ندائے خلافت

تا خلافت کی بنا دُنیا میں ہو پھر استوار
لا کہیں سے ڈھونڈ کر اسلاف کا قلب و جگر

تنظیمِ اسلامی کا ترجمان نظامِ خلافت کا نقیب

بانی: اقتدار احمد مرحوم

8 تا 14 جمادی الاوّل 1440ھ جلد 28
15 تا 21 جنوری 2019ء شمارہ 03

مدیر مسئول: حافظ عاکف سعید
مدیر: ایوب بیگ مرزا
ادارتی معاون: فرید اللہ مروت

نگرانِ طباعت: شیخ رحیم الدین
پبلشر: محمد سعید اسعد، طابع: رشید احمد چودھری
مطبع: مکتبہ جدید پریس، ریلوے روڈ، لاہور

مرکزی دفتر تنظیم اسلامی
''دارالاسلام'' ملتان روڈ چوہنگ لاہور۔ پوسٹل کوڈ 53800
فون: 79-35473375 (042)
E-Mail:markaz@tanzeem.org
مقامِ اشاعت: 36-کے ماڈل ٹاؤن لاہور۔ 54700
فون: 03-35869501 فیکس: 35834000
publications@tanzeem.org

قیمت فی شمارہ 15 روپے
سالانہ زرِ تعاون
اندرونِ ملک ...... 600 روپے
بیرون پاکستان
انڈیا ------------------ (2000 روپے)
یورپ، ایشیا، افریقہ وغیرہ (2500 روپے)
امریکہ، کینیڈا، آسٹریلیا وغیرہ (3000 روپے)
ڈرافٹ، منی آرڈر یا پے آرڈر
''مکتبہ مرکزی انجمن خدام القرآن'' کے عنوان سے ارسال کریں۔ چیک قبول نہیں کیے جاتے
Email:maktaba@tanzeem.org

''ادارہ'' کا مضمون نگار حضرات کی تمام آراء سے پورے طور پر متفق ہونا ضروری نہیں

اداریہ
ایوب بیگ مرزا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اسلاموفوبیا میں مبتلا مغرب

یورپین یونین نے پاکستان کو مطلع کیا ہے کہ اگر وہ اپنا GSP Plus سٹیٹس برقرار رکھنا چاہتا ہے تو اُسے دس شرائط پوری کرنا ہوں گی۔ جن میں مغرب کے نکتہ نظر سے عورتوں کے حقوق، اقلیتوں کے حقوق، این جی اوز کی آزادی، خاص طور پر انسانی حقوق کی این جی اوز، سزائے موت کا خاتمہ، چائلڈ لیبر اور پریس کی آزادی جیسی شرائط خاص طور پر قابل ذکر ہیں۔ سوال یہ ہے کہ ان میں سے اکثر شرائط کا تجارت کے حوالے سے دوسرے ملک کو سہولیات فراہم کرنے سے کیا تعلق ہے؟ لہٰذا سمجھنے کی ضرورت ہے کہ مغرب ایسی شرائط کیوں تجویز کرتا ہے اور پاکستان خواہی نخواہی اِن شرائط کو تسلیم کرنے پر آمادگی کا اظہار کیوں کرتا ہے؟ بات بڑی سیدھی سی ہے کہ مغرب کی معیشت بہت مستحکم ہے اور پاکستان معاشی لحاظ سے انتہائی کمزور، غیر مستحکم بلکہ صحیح تر الفاظ میں دیوالیہ ہونے کو ہے۔ دونوں فریق اپنی اپنی پوزیشن کو سمجھتے ہیں لہٰذا مغرب جائز و ناجائز شرائط مسلط کرتا ہے اور کشکول اُٹھائے دربدر ٹھوکریں کھانے والے ہمارے حکمرانوں کو اُن کی شرائط تسلیم کرنے کے سوا کوئی چارۂ کار نظر نہیں آتا۔ یہی کچھ آئی ایم ایف، ورلڈ بینک اور دوسرے عالمی ادارے کرتے ہیں۔ یہ عالمی ادارے یوں تو تمام غریب اور قرض کے خواہشمند ممالک کے ساتھ اسی طرح کا سلوک کرتے ہیں اور وہ بڑی طاقتیں جن کے پاس فنڈنگ کی وجہ سے ان عالمی اداروں کا کنٹرول ہے وہ اِن غریب ممالک کو ڈکٹیٹ کرتی ہیں۔ اُن سے سود در سود رقمیں وصول کر کے اُن کا خون بھی چوستی ہیں اور اُن ممالک سے دفاعی اور عسکری مفادات بھی حاصل کرتی ہیں لہٰذا غریب ممالک غریب تر اور کمزور تر ہوتے چلے جاتے ہیں اور امیر ممالک امیر تر اور مضبوط و مستحکم ہوتے جاتے ہیں۔ البتہ پاکستان کے معاملے میں ان کا رویہ دو وجوہات کی بنا پر سخت تر بلکہ سخت ترین ہے۔ پہلی وجہ یہ کہ پاکستان ایک نظریاتی اسلامی ریاست ہے اور دوسری یہ ہے کہ پاکستان غریب ہونے کے باوجود ایٹمی اثاثہ جات کا حامل ملک ہے۔ وہ اپنی پسماندگی کے باوجود میزائل ٹیکنالوجی میں بڑی پیش رفت کر چکا ہے۔ علاوہ ازیں پاکستانی فوج کی جنگی صلاحیت کو ایک دنیا تسلیم کرتی ہے اور مغرب کا معاملہ یہ ہے کہ وہ اسلاموفوبیا میں بُری طرح مبتلا ہو چکا ہے۔ وہ کسی ایسے اسلامی ملک کو جو ایٹمی قوت کا حامل ہو ہرگز برداشت کرنے کو تیار نہیں لہٰذا مغرب پاکستان میں اسلامی شعائر پر بُری طرح حملہ آور ہے۔ یورپین یونین پاکستان پر جو شرائط عائد کرنا چاہتا ہے ان کا ایک ایک کر کے جائزہ لیں تو معلوم ہوگا کہ اصل مسئلہ یہ ہے کہ جتنا ممکن ہو سکے پاکستان کو اسلام سے دور کیا جائے۔ عورتوں کے حقوق کا معاملہ سرِفہرست ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یہ عالمی طاغوتی قوتیں سیاسی اور معاشی سطح پر ہم پر غلبہ پا چکی ہیں۔ ہماری مذہبی جماعتیں بھی مغربی جمہوریت پر ایمان رکھتی ہیں اور ہماری معیشت بھی سود سے لت پت ہے۔ مغرب اگرچہ معاشرتی سطح پر بھی ہمارے طرزِ حیات میں بہت سی دراڑیں ڈال چکا ہے لیکن اس لحاظ سے وہ ابھی پوری

طرح مطمئن نہیں اور یہ حقیقت بھی ہے کہ جیسی پسپائی ہم نے سیاسی اور معاشی لحاظ سے اختیار کی ہے اس کی بنسبت اپنے معاشرتی نظریات یا روایات کو ہم ابھی کسی قدر سنبھالنے کی کوشش کر رہے ہیں اگرچہ ہماری گرفت اِس حوالہ سے بھی کمزور پڑتی نظر آ رہی ہے۔ عورت کے حقوق کا جیسا نگہبان اسلام ہے کوئی دوسرا الہامی یا غیر الہامی مذہب نہیں ہے۔ یہ مسلمان ہی نہیں دیانت دار غیر مسلم دانشور اور تجزیہ نگار بھی تسلیم کرتے ہیں۔ بھارت کا سابق وزیر اعظم راجیو گاندھی جس کا خاندان اسلام اور پاکستان دشمنی میں اپنا ثانی نہیں رکھتا تھا اُس نے بھی راجیہ سبھا میں تقریر کرتے ہوئے تسلیم کیا تھا کہ جو حقوق اسلام عورتوں کو دیتا ہے وہ دوسرا کوئی مذہب نہیں دیتا۔ حقیقت یہ ہے کہ مغرب نے حقوق کی آڑ میں عورت کی تذلیل کی ہے، اُسے کمرشل پروڈکٹ بنایا ہے، اُسے شمع محفل بنا دیا ہے۔ یورپ کے عیار مرد نے مساوی حقوق اور شانہ بشانہ زندگی گزارنے کا جھانسہ دے کر گھر کی ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ عورت پر روزگار کا ناروا بوجھ بھی ڈال دیا۔ جبکہ اسلام نے مرد اور عورت کو اُن کے فطری تقاضوں، اُن کی جسمانی قوت اور ساخت کو مدنظر رکھتے ہوئے اُن کے لیے الگ الگ دائرہ کار مقرر کیا ہے۔ مرد پر معاش اور عورت پر گھر سنبھالنے اور چلانے کی ذمہ داری ڈالی ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ یورپین یونین ہو یا امریکہ، عیسائی ہوں یا یہودی سب کو اسلام سے یعنی اللہ تعالیٰ کے احکامات اور فرمودات سے یہ جاننے کی ضرورت ہے کہ عورت کے اصل حقوق ہیں کیا؟ جہاں تک اقلیتوں کے حقوق کا تعلق ہے تو اس بات پر قسم اُٹھائی جا سکتی ہے کہ نائن الیون سے پہلے جس قدر اقلیتیں پاکستان میں محفوظ تھیں دنیا کے کسی ملک میں محفوظ نہ تھیں۔ لیکن نائن الیون کے بعد جس طرح دنیا بھر میں خاص طور پر افغانستان اور عراق میں مسلمانوں کا قتل عام کیا گیا، بستیوں کی بستیاں بارود سے تہس نہس کر دی گئیں۔ مسلمانوں کو مارنے کا انداز ایسا تھا جیسے وہ کیڑے مکوڑے بلکہ اس سے بھی بدتر اور کمتر ہوں۔ اس تباہی و بربادی کو بعض جوشیلے نادان نوجوان برداشت نہ کر سکے اور ردعمل میں کچھ دیر کے لیے اقلیتیں پاکستان میں غیر محفوظ ہوئیں، کچھ ہلاکتیں ہوئیں، غیر مسلموں کو یقیناً کچھ تکلیفیں پہنچیں لیکن سنجیدہ لوگوں نے اس کی بھی مذمت کی اور وقت کی حکومت نے زبردست کارروائی کی جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج پھر پاکستان میں اللہ کے فضل و کرم سے اقلیتیں کافی حد تک محفوظ اور مطمئن ہیں۔ امریکہ اور یورپی یونین، کشمیر، فلسطین اور میانمار کی طرف توجہ دیں اور وہاں کی اقلیتوں کا حال پوچھیں جہاں ریاستی دہشت گردی اور قتل و غارت سے انسانی المیے جنم لے رہے ہیں۔ خود مغربی ممالک کا انسانی حقوق کے حوالے سے ریکارڈ نہایت بُرا ہے۔

ایک شرط سزائے موت ختم کرنے کی بھی ہے۔ سوال یہ ہے کہ تجارتی مراعات دینے یا نہ دینے سے سزائے موت ختم کرنے کا کیا تعلق بنتا ہے؟ یہ قوتیں سمجھتی ہیں کہ اگر کسی وقت اسلامی تعزیرات پاکستان میں روبہ عمل آ گئیں تو سعودی عرب کی طرح یہاں بھی جرائم میں زبردست کمی آ جائے گی اور اسلامی ایٹمی ریاست میں امن و امان کا بول بالا ہو جانا اُنہیں قبول نہیں کہ یہ ترقی کی طرف جانے کا راستہ ہے۔ یہ اُن کی جکڑ بندی سے نکلنے کا ذریعہ بن جائے گا۔ ویسے اطلاعاً عرض ہے کہ سزائے موت کا قانون یورپ کے چند ممالک میں اور امریکہ کی بعض ریاستوں میں بھی نافذ ہے اور اُس پر عمل درآمد بھی ہو رہا ہے۔ کیا یہ بہتر نہ ہوگا کہ یہ ممالک پہلے اپنے گریبان میں جھانکیں اور پاکستان کے لیے زیادہ فکرمند نہ ہوں اس لیے بھی کہ اللہ کرے کہ پاکستان حقیقی اسلامی فلاحی ریاست بن جائے تو سزائے موت کے قانون کے نفاذ کی نوبت بہت کم آئے گی۔ ان شاء اللہ! یہ کیسا کھلا اور بھیانک تضاد ہے کہ ڈاما ڈولہ میں قرآن پڑھتے معصوم بچوں پر بمباری کر کے شہید کرنے والوں کو پاکستان کے بچوں کی بڑی پریشانی لاحق ہوگئی ہے۔ اِن قوتوں کی اطلاع کے لیے عرض ہے کہ اسلام بچوں کی نگہداشت، اُن کی حفاظت اور تعلیم و تربیت کے حوالے سے بڑا حساس ہے۔ یقیناً بچوں سے وہی کام لینے چاہئیں جو بچے کر سکیں۔ لیکن مغرب اور اسلام کے تصور بلوغت میں فرق ہے۔ مغرب ہمیں بتاتا ہے کہ 18 سال کا لڑکا بالغ ہوتا ہے۔ قرآن پاک ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام کا ذکر کرتے ہوئے فرماتا ہے کہ جب آپؑ کے بیٹے اسماعیل علیہ السلام باپ کا ہاتھ بٹانے کے قابل ہوگئے تب قوی اور مستند روایت کے مطابق اُن کی عمر تیرہ سال تھی۔ سوال یہ ہے کہ پاکستان جیسے غریب ملک میں تیرہ یا چودہ سال کا بیٹا دو وقت کی روٹی کمانے میں والدین کا ہاتھ بٹاتا ہے تو اس میں کیا حرج ہے؟ پاکستان میں اس عمر کے بہت سے بچے تعلیم بھی حاصل کرتے ہیں اور والد کا ہاتھ بھی بٹاتے ہیں۔ لہٰذا چائلڈ لیبر پاکستان کا مسئلہ نہیں ہے۔ امریکہ اور یورپ کوئی اور در تلاش کریں۔

ہم نے آغاز میں عرض کیا تھا کہ پاکستان کو اسلامی ایٹمی ملک ہونے کی وجہ سے عالمی قوتیں ٹارگٹ کر رہی ہیں۔ چند سال پہلے تک پاکستان پر ایٹمی رول بیک کے لیے زبردست دباؤ تھا بلکہ دھمکیاں تک دی جا رہی تھیں۔ اب یہ دباؤ کچھ کم ہو گیا ہے اور اسلام کے حوالے سے دباؤ میں بہت شدت آ گئی ہے۔ سوچنے کی بات یہ ہے کہ دباؤ کی یہ منتقلی کیوں ہوئی ہے۔ ہماری رائے میں سچی بات یہ ہے کہ ایٹمی مسئلہ پر جتنی شدت سے مغرب کی طرف سے دباؤ ڈالا گیا تھا پاکستان کی اصل اور حقیقی مقتدر قوت یعنی فوج نے اُتنی ہی شدت سے واضح کر دیا تھا کہ یہ پاکستان کی زندگی اور موت کا مسئلہ ہے ہم یہ دباؤ کسی صورت قبول نہیں کریں گے۔ یعنی اس حوالے سے زبردست Shut up کال دی گئی تھی جبکہ نظریہ پاکستان یعنی اسلام کے حوالے سے ہم برابر لچک اور کمزوری کا اظہار کر رہے ہیں۔ جس سے دباؤ میں اضافہ ہو رہا ہے ہم ایک قدم پیچھے ہٹائیں گے تو یہ دشمن دو قدم آگے بڑھائیں گے۔ ہم کہنا یہ چاہتے ہیں کہ مسئلہ ہمارے اندر ہے باہر نہیں ہے۔ اگر ہم اسلامی شعائر کے حوالے سے بھی دوٹوک انداز میں بغیر لگی لپٹی رکھے یہ واضح کر دیں گے کہ ہمارا جینا مرنا اسلام کے ساتھ وابستہ ہے۔ تو پھر وہ ہم سے ایسے مطالبات کرنے کی جرأت نہیں کریں گے۔ یہ کہنا زیادہ مناسب ہوگا کہ ہمارے قول و فعل کا تضاد ہماری کمزوری کی چغلی کھاتا ہے۔ لہٰذا عملی کام کرنا ہوگا۔ ہمیں جواب میں پاکستان میں اسلام کے نفاذ کے لیے نظام مصطفیٰ ﷺ کی طرف بڑھنا ہوگا۔ حکومت الٰہیہ قائم کر کے دکھانا ہوگی۔ پاکستان کو حقیقت میں مدینہ کی ریاست کے مثل بنانا ہوگا۔ ہمیں یہ سمجھنا ہوگا کہ نعروں کا زمانہ چلا گیا اب ہمیں عمل کر کے دکھانا ہوگا۔ پاکستان اسلامی فلاحی ریاست بن جائے تو دنیا بھر میں کوئی شرطیں سامنے لانے کی جرأت نہیں کر سکے گا اور پاکستان کی پہچان صرف اسلام کے حوالے سے ہوگی۔ ان شاء اللہ

بیوی پر شوہر کے حقوق

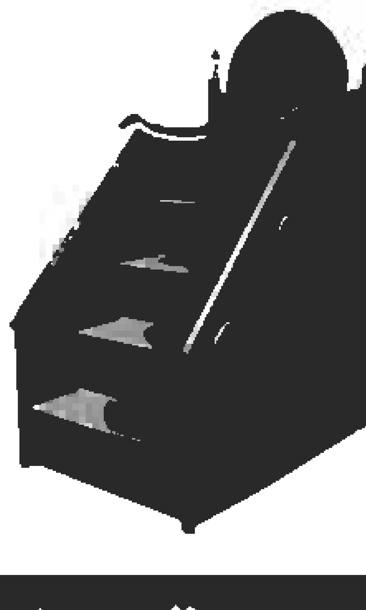

(قرآن وحدیث کی روشنی میں)

مسجد جامع القرآن، قرآن اکیڈمی، لاہور میں تنظیم اسلامی کے ناظم مالیات محترم اعجاز لطیف کے 04 جنوری 2019ء کے خطاب جمعہ کی تلخیص

محترم قارئین! گزشتہ شمارے میں ہم نے بیوی کے حقوق یعنی شوہر کے فرائض کا مطالعہ قرآن وحدیث کی روشنی میں کیا تھا۔ آج ان شاء اللہ ہم شوہر کے حقوق یعنی بیوی کے فرائض کے حوالے سے مطالعہ کریں گے۔ سورۃ النساء میں ارشادِ باری تعالیٰ ہے:

’’مرد عورتوں پر قوام ہیں بسبب اُس فضیلت کے جو اللہ نے بعض کو بعض پر دی ہے اور بسبب اس کے کہ جو وہ خرچ کرتے ہیں اپنے مال۔‘‘ (آیت:34)

اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے گھر کی سربراہی کا تعین کیا ہے۔ یہاں قوام کا جو لفظ آیا ہے اس کا بعض اوقات غلطی سے ترجمہ حاکم کر دیا جاتا ہے جو کہ مناسب نہیں ہے۔ کیونکہ اس سے حاکم اور محکوم کا جو تصور ذہن میں آتا ہے وہ قرآن مجید کے ان مقامات سے مطابقت نہیں رکھتا جن میں اللہ نے جوڑے بنانے کا مقصد بیان کیا ہے۔ اس لیے قوام کا اصل معنی ذمہ دار، منتظم یا سربراہ ہوگا۔ گویا مرد کے ذمہ گھر کا انتظام چلانا اور گھر کے افراد کی قیادت کرنا ہے۔ اس ذمہ داری کو بہت ہی superior نہیں سمجھنا چاہیے۔ یہاں مرد کے حقوق بیان کرتے ہوئے عورت کو یہ اصولی بات سمجھائی جا رہی ہے کہ مرد تمہاری زندگی کے امور کا نگہبان، نگران اور منتظم ہے یعنی ذمہ دار ہے۔ اسی میں عورت کو ایک طرح سے تحفظ فراہم کیا جا رہا ہے۔ جس طرح دو آدمی سفر میں ہوں تو اسلام کے اصول کے مطابق ایک کو امیر بنایا جاتا ہے۔ اسی طرح زندگی کے سفر میں اللہ نے شوہر کو امیر بنایا ہے جس کے ذمہ زندگی کے اس سفر کا انتظام و انصرام کرنا ہے اور قافلے کی حفاظت کرنا ہے۔ عام سفر میں بھی اگر کسی کو نگران یا امیر نہیں بنایا جائے گا تو قافلے کا نظم وضبط قائم نہیں ہوگا۔ جبکہ نظم وضبط کے بغیر کوئی بھی ادارہ چل ہی نہیں سکتا۔ اس لیے زندگی کے اس سفر میں بھی مرد کو نگران بنانے کی تاکید کی گئی ہے تا کہ گھر کے ادارے کا نظم وضبط قائم رہے۔ دوسری بات یہ بھی ہے کہ جتنی قوت، بھاگ دوڑ کرنے اور سرد گرم حالات کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت اللہ نے مرد کو دی ہے، اتنی عورت کو نہیں دی۔ لہٰذا امارت اور سربراہی کا صحیح طور پر کام مرد ہی انجام دے سکتا ہے۔ ہمیں اس حوالے سے بجائے اپنی عقل کے اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کے فیصلے پر ہی اعتماد کرنا چاہیے جو ہمارا خالق و مالک ہے اور ازدواجی زندگی کا یہ سفر اسی اصول کو سامنے رکھ کر شروع کرنا چاہیے۔ بصورت دیگر اللہ کے اس فیصلے کو نہ ماننے اور بغاوت کرنے کا انجام بھی ہم اپنی آنکھوں سے اس معاشرے میں دیکھ سکتے ہیں۔ مرد کا عورت پر قوام ہونے کا ہرگز یہ مطلب نہیں

مرتب: ابو ابراھیم

کہ شوہر آقا ہے اور بیوی اس کی لونڈی ہے۔ نبی اکرم ﷺ کا ارشادِ گرامی ہے کہ سید القوم خادمھم ’’جو قوم کا سردار ہے وہ قوم کا خادم ہے۔‘‘ اس لحاظ سے قوام ہونا کوئی بہت بڑا اعزاز نہیں ہے بلکہ ایک بہت بڑی liability ہے جس کے تحت پوری ذمہ داری اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ نے مرد کے اوپر رکھی ہے۔ عورت اگر اپنے اس رول کو خوش دلی سے قبول کر لے کہ اللہ نے اسے گھر کی ملکہ بنایا ہے اور باہر کے سارے معاملات اور انتظام کے لیے یہ ذمہ داری مرد پر ڈالی ہے تو اسی اصول کے تحت ہی نظام چل سکتا ہے۔ آگے اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ:

﴿فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ﴾ ’’پس جو نیک بیویاں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں‘‘

یعنی گھر میں جب کوئی فیصلہ کرنا ہو تو اس میں یقیناً مشورہ تو ہونا چاہیے اور مشورہ کے بعد جو فیصلہ ہو اس میں عورت کو مرد کی فرمانبرداری اختیار کرنی چاہیے۔ ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:

’’اور اُس کی نشانیوں میں سے ہے کہ اُس نے پیدا کیے تمہارے لیے تمہاری نوع میں سے جوڑے‘ تاکہ تم ان سے سکون حاصل کرو‘‘ (الروم:21)

اگر یہ objective پیش نظر رہے تو سمجھ آتی ہے کہ پھر میاں بیوی کا رشتہ حاکم اور محکوم کا نہیں بلکہ دوستی کا ہے۔ بے شک مرد عورتوں کے لیے قوام ہیں لیکن وہ انتظامی طور پر ہیں لیکن باہمی تعلق دوستی کا ہونا چاہیے۔ مثال کے طور پر دو دوست سفر پر جا رہے ہوں، ایک کو انہوں نے امیر بنا لیا تو اس کا یہ مطلب نہیں کہ ان کا حاکم اور محکوم کا رشتہ بن گیا بلکہ ان کا اصل رشتہ دوستی کا ہی ہوگا۔ اس لحاظ سے اگرچہ شوہر زندگی کے فیصلے کرنے کے ذمہ دار ہے لیکن اسے دوستی اور تعلق کے آداب کو نبھاتے ہوئے یہ کام کرنا چاہیے۔ حاکم اور محکوم والا معاملہ نہیں ہونا چاہیے۔ اسی طرح بیوی کو بھی خوشی سے شوہر کی اطاعت کرنی چاہیے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ دو قسم کے نمازی ہیں جن کی نمازیں ان کے سروں سے اونچی نہیں اٹھتیں۔ ایک اس غلام کی نماز جو اپنے آقا سے فرار ہو جائے جب تک کہ وہ لوٹ کر نہ آئے اور دوسری اس عورت کی نماز جو شوہر کی نافرمانی کرے جب تک کہ وہ شوہر کی نافرمانی سے باز نہ آ جائے۔‘‘ یعنی نافرمان بیوی کی نماز بھی قبول نہیں ہوتی۔ آگے فرمایا

﴿حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ﴾ ’’غیب میں حفاظت کرنے والیاں‘‘

نبی اکرم ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ عورت جب پانچوں وقت کی نماز پڑھے، اپنی آبرو کی حفاظت کرے،

اپنے شوہر کی فرمانبردار رہے تو جنت میں جس دروازے سے چاہے داخل ہو جائے۔ آپ ﷺ کا ایک اور ارشاد ہے کہ اجازت کے بغیر خاتون گھر سے باہر نہ جائے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ پر ایمان رکھنے والی عورت کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ شوہر کے گھر میں کسی ایسے شخص کو آنے کی اجازت دے جس کا آنا شوہر کو ناپسند ہو اور وہ گھر سے ایسی صورت میں نکلے جبکہ اس کا نکلنا شوہر کو ناگوار ہو اور عورت شوہر کے معاملے میں کسی دوسرے کا کہنا نہ مانے۔'' یعنی شوہر کی اجازت کے بغیر نہ تو کسی کو گھر کے اندر آنے دینا چاہیے اور نہ خود گھر سے کسی اور جگہ پر جانا چاہیے۔ اسی طریقے سے اس کی ایک اور ذمہ داری یہ ہونی چاہیے کہ وہ اپنے قول و عمل سے شوہر کو خوش کرے۔ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ جس عورت نے اس حالت میں انتقال کیا کہ اس کا شوہر اس سے راضی تھا اور خوش تھا تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔ جس طرح مردوں کے لیے یہ ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی کے ساتھ حسن سلوک کا رویہ رکھیں اسی طرح بیویوں کی بھی یہی ذمہ داری ہے۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا: ''جب کوئی آدمی اپنی بیوی کو جنسی ضرورت کے لیے بلائے اور وہ نہ آئے اور اس بناء پر شوہر رات بھر اس سے خفا رہے، تو ایسی عورت پر صبح تک فرشتے لعنت کرتے رہتے ہیں۔'' (بخاری و مسلم)

اس کے برعکس میاں بیوی کے اچھے تعلق کا بھی انہیں ثواب ملتا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا! تم لوگ جو اپنی بیویوں کے پاس جاتے ہو یہ بھی باعثِ اجر و ثواب ہے۔ صحابہؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ! ہم میں سے کوئی شخص اپنی بیوی سے خواہش پوری کرے تو اس میں اس کو کیا اجر ملے گا؟ آپ ﷺ نے فرمایا: تمہارے خیال میں اگر وہ اپنی خواہش حرام طریقے سے پوری کرے تو اس میں گناہ ہوگا یا نہیں؟ صحابہؓ نے عرض کیا کیوں نہیں، ضرور ہوگا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: تو اسی طرح جب وہ حلال طریقہ سے اپنی ضرورت اور اپنی جنسی خواہش پورا کرے گا تو اس سے اس شخص کو اجر و ثواب ملے گا۔''

اس سے ظاہر ہوا کہ میاں بیوی کا محبت والا تعلق محض دنیوی کام نہیں بلکہ یہ آخرت اور جنت کے کمانے کا ذریعہ ہے۔ اس کے برعکس اگر ان تعلقات میں دراڑ آتی ہے تو پھر اس کا انجام خطرناک بھی ہے۔ یہاں تک کہا گیا کہ بیوی اپنے شوہر کی اجازت کے بغیر نفلی روزے نہ رکھے۔ حالانکہ نفلی عبادات کے فضائل احادیث میں آئے ہیں لیکن یہ عبادت بھی بیوی شوہر کی اجازت کے ساتھ رکھے۔ اس حوالے سے شوہر کو بھی چاہیے کہ وہ بلا وجہ اپنی بیوی کو نفلی روزے اور نفلی عبادات سے منع نہ کرے۔ بلکہ خوشی سے اجازت دے۔ یعنی یہ چیز ان دونوں کے درمیان باعث نزاع نہ بنے۔ اگر شوہر نفلی روزے کی اجازت نہیں دیتا تو پھر وہ روزہ چھوڑ دے۔ کیونکہ اس کے لیے شوہر کی اطاعت بنسبت نفلی عبادات سے مقدم ہے۔ اگر وہ ایسا کرے گی تو جو ثواب اسے روزہ رکھ کر ملتا اب شوہر کی اطاعت میں روزہ نہ رکھنے پر بھی اللہ تعالیٰ اس کو اجر و ثواب عطا فرمائے گا۔ کیونکہ وہ روزہ اللہ کی رضا کے لیے رکھ رہی تھی تو شوہر کی اطاعت میں ہی اللہ کی رضا ہے۔ اسی طرح اگر بیوی گھر کے کام کرے اور اس کی نیت یہ ہو کہ اللہ نے میری یہ ذمہ داری لگائی ہے تو اس سے شوہر بھی خوش ہوگا اور اس کا یہ سارا عمل ثواب بن جائے گا۔ بنیادی طور پر اللہ کی محبت میں جو کام کیا جائے گا وہ اجر و ثواب کا باعث ہوگا۔ اس کے ساتھ اگر اللہ توفیق دے تو خاتون اپنے کاموں کے دوران ذکر سے اپنی زبان کو تر رکھے یعنی درود شریف یا قرآن مجید کا کوئی حصہ اس دوران پڑھتی رہے تو یہ نورٌ علیٰ نور والا معاملہ ہو جائے گا کہ پھر گھر کے اندر اللہ کی رحمتیں اور برکات نازل ہوں گی۔ ہمارے اسلاف میں جتنی بھی خواتین تھیں وہ حالت حمل میں بھی ہوتی تھیں تو ان کی زبان پر قرآن جاری رہتا تھا اسی لیے ان کے ہاں جو بچے پیدا ہوتے تھے اُن پر قرآن کی تلاوت کے اثرات مرتب ہوتے تھے لیکن آج کل میڈیا کے پروپیگنڈے کی وجہ سے عورت کو آزادی کے نام پر اس کے اصل رول سے غافل کیا جا رہا ہے۔ اگر عورت گھر کے کام کرے تو کہا جاتا ہے کہ اسے قید کیا ہوا ہے لہٰذا اسے اب جاب کرنی چاہیے۔ مردوں

پریس ریلیز 11 جنوری 2019ء

مغرب GSP پلس کی آڑ میں ہماری معاشرتی اقدار کے درپے ہے

ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے پڑوسی مسلمان بھائیوں سے اچھے تعلقات قائم کرنے کی کوشش کریں نہ کہ ان کی فتح کو شکست میں بدلنے کی امریکی تدبیروں کا ساتھ دے کر مستقبل میں اپنے لیے مشکلات پیدا کرلیں

حافظ عاکف سعید

مغرب GSP پلس کی آڑ میں ہماری معاشرتی اقدار کے درپے ہے۔ یہ بات تنظیم اسلامی کے امیر حافظ عاکف سعید نے اپنے ایک بیان میں کہی۔ انہوں نے کہا کہ یورپی یونین نے اس حوالے سے جو شرائط رکھی ہیں ان میں سے اکثر کا تجارت کے ساتھ کوئی تعلق ہی نہیں ہے۔ اصل بات یہ ہے کہ یورپ ہماری معاشی کمزوریوں سے فائدہ اُٹھا کر پاکستان میں ابلیسی ثقافت کو فروغ دے کر ہماری معاشرتی زندگی کو تباہ کرنا چاہتا ہے۔ انہوں نے افغان طالبان کے حوالے سے پاکستان پر امریکی دباؤ پر تبصرہ کرتے ہوئے کہا کہ پاکستان کو اس معاملے سے بالکل الگ تھلگ رہنا چاہیے کیونکہ پاکستان پہلے ہی افغانستان میں بے جا مداخلت کا ارتکاب کر کے بہت نقصان اُٹھا چکا ہے اور اس کا صلہ بھی امریکہ کی طرف سے یہ مل رہا ہے کہ وہ پاکستان کے کردار کو تسلیم کرنے کے لیے تیار ہی نہیں بلکہ اپنی ناکامی کا الزام بھی پاکستان پر لگا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ افغانستان میں امریکہ اپنی جنگ ہار رہا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہم اپنے پڑوسی مسلمان بھائیوں سے اچھے تعلقات قائم کرنے کی کوشش کریں نہ کہ ان کی فتح کو شکست میں بدلنے کی امریکی تدبیروں کا ساتھ دے کر مستقبل میں اپنے لیے مشکلات پیدا کرلیں۔

(جاری کردہ: مرکزی شعبہ نشر و اشاعت، تنظیم اسلامی)

کے شانہ بشانہ ترقی کرنی چاہیے۔ اس دھوکے میں جب عورت باہر نکلتی ہے اور سارا دن کام کرتی ہے تو شام کو جب گھر میں پہنچتی ہے تو تھکی ہاری ہوتی ہے۔ اب وہ گھر کے کام کیسے کرے گی اور اپنے شوہر کو کیسے خوش رکھ پائے گی۔ بلکہ اب عورت کا تصور یہ بن جاتا ہے کہ میں بھی کسی طرح سے مرد سے کم نہیں ہوں۔ یہاں آ کر گھر کی سربراہی والا معاملہ بکھیڑوں کا شکار ہو جاتا ہے اور اس طرح سے پھر گھر میں جھگڑے ہوتے ہیں۔

بیوی کے لیے شوہر کا دل جیتنا بھی ضروری ہے۔ حضرت عثمان بن مطعون ؓ کی بیوی کو ام المومنین سیدہ عائشہ ؓ نے دیکھا کہ وہ نہایت سادہ کپڑوں میں ہیں، یعنی کوئی بناؤ سنگھار نہیں کیا ہوا تو سیدہ عائشہ ؓ کو بڑا تعجب ہوا اور پوچھا بی بی کیا عثمانؓ کہیں باہر سفر پر گئے ہوئے ہیں؟‘‘ معلوم ہوا کہ اگر شوہر کہیں گھر سے باہر گیا ہو تو سادہ لباس پہننا ٹھیک ہے۔ جبکہ ہمارے ہاں عام طور پر بیویاں جب باہر جا رہی ہوں تو بہت بناؤ سنگھار کرتی ہیں لیکن شوہر کے لیے بناؤ سنگھار کو اہمیت نہیں دیتیں۔ حالانکہ شوہر کو ان کا بناؤ سنگھار بہت پسند ہوتا ہے۔ اس لیے ان کو چاہیے کہ جب شوہر کی گھر میں آمد ہو تو اس سے پہلے گھر کے باقی کاموں سے فارغ ہو کر شوہر کے لیے تیار ہو جائیں اور ان کو اچھے طریقے سے خوش آمدید کہیں۔ اسی طرح جیسے مرد کے لیے ضروری ہے کہ وہ اپنی بیوی سے محبت کا اظہار اپنی زبان سے کرے اسی طرح بیوی کو بھی اس کا اہتمام کرنا چاہیے۔ ایک مرتبہ نبی اکرم ﷺ بیمار ہو گئے تو ام المومنین حضرت صفیہ ؓ نے آپؐ سے فرمایا کہ کاش آپؐ کی جگہ میں بیمار ہو جاتی۔ اس پر دوسری ازواج مطہرات نے ان کی طرف تعجب سے دیکھا تو آپؐ نے فرمایا کہ یہ دکھاوا نہیں ہے بلکہ سچ کہہ رہی ہیں۔ یعنی ایسے احساسات اور جذبات کا اظہار بھی سنت میں شامل ہے۔ اسی طرح بیوی کے لیے یہ بھی ضروری ہے کہ اس میں اپنے شوہر کے لیے شکر گزاری کا جذبہ ہونا چاہیے۔ قرآن میں ارشاد باری تعالیٰ ہے کہ:
﴿وَاِذْ تَاَذَّنَ رَبُّكُمْ لَىِٕنْ شَكَرْتُمْ لَاَزِيْدَنَّكُمْ﴾ (ابراہیم:7) ’’اور یاد کرو جب تمہارے رب نے اعلان کر دیا تھا کہ اگر تم شکر کرو گے تو میں تمہیں اور زیادہ دوں گا‘‘

یہ جذبہ مرد اور عورت دونوں کے لیے ضروری ہے۔ سب سے پہلے تو یہ جذبہ اللہ کے لیے ہونا چاہیے۔ پھر بیوی اپنے شوہر کی شکر گزار ہو۔ اللہ کے رسولؐ نے فرمایا کہ: جہنم میں عورتوں کی اکثریت ہوگی اس وجہ سے کہ وہ اپنے شوہروں کی ناشکری کرتی ہیں۔ اگر آپ ساری زندگی اس پر احسان کرتے رہو تو پھر بھی وہ یہی کہے گی کہ میں نے آج تک تم میں کوئی خیر دیکھی ہی نہیں۔ حالانکہ دین مرد اور عورت دونوں سے شکر گزاری کا تقاضا کرتا ہے۔ خاص طور پر عورت کو اس معاملے میں خیال رکھنا چاہیے کیونکہ شوہر کو گھر کے معاش کے لیے بہت محنت کرنا پڑتی ہے۔ کیا کیا پاپڑ بیلنے پڑتے ہیں تو خاتون کو کم سے کم اپنے شوہر کو اتنا تو نہیں کہنا چاہیے کہ میں نے تیرے گھر میں سکون دیکھا ہی نہیں۔

اپنے شوہر کی خدمت کرنا بھی خواتین کے لیے بہت ضروری ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے دور میں خواتین نے ایک خاتون کو اپنا نمائندہ بنا کر آپ ﷺ کے پاس بھیجا۔ اس نے عورتوں کی نمائندگی کرتے ہوئے عرض کیا: اے مردوں کی جماعت! تم ہم سے سبقت لے گئے جمعہ و جماعت‘ مریضوں کی عیادت‘ جنازوں میں حاضری‘ حج کے بعد حج کرنے اور ان سب سے بڑھ کر اللہ کی راہ میں جہاد کرنے سے۔ جب تم میں سے کوئی مرد گھر سے نکلتا ہے حج یا عمرے یا جنگ کے لیے تو ہم حفاظت کرتی ہیں تمہارے مالوں کی اور تیار کرتی ہیں تمہارے لباس اور سنبھالتی ہیں تمہارے بچوں کو۔ تو کیا اجر میں ہمیں بھی آپ مردوں کے ساتھ حصہ ملے گا اے اللہ کے رسول ﷺ؟ نبی اکرم ﷺ اپنے پورے رُخِ انور کے ساتھ صحابہ کرامؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ’’کیا تم نے ان سے زیادہ بھی کسی خاتون کی عمدہ تقریر سنی ہے جس نے اپنے دین کی بابت سوال کیا ہو؟‘‘ تمام صحابہؓ نے عرض کیا کہ ہمارا گمان نہیں تھا کہ ایک خاتون اس درجہ تک ہدایت پا سکتی ہے۔ پھر نبی اکرم ﷺ حضرت اسماءؓ کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا: ’’اے اسماء! میری مدد کرو اور جن خواتین نے تم کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہے اُن کو میرا یہ پیغام پہنچا دو کہ تمہارا اچھی طرح اپنے شوہر کے حقوق ادا کرنا‘ اُس کو خوش رکھنا اور اُس کے ساتھ سازگاری کی فضا قائم رکھنا مردوں کے ان سارے کاموں کے برابر ہے جو تم نے بیان کیے ہیں‘‘۔

یعنی خاتون کے لیے جہاد فی سبیل اللہ گھر کی ذمہ داری ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے نیک بیویوں کی خوبیاں بیان کرتے ہوئے فرمایا: ’’جو خواتین اونٹوں پر سوار ہوئیں اُن میں سب سے بہتر قریش کی خواتین ہیں جو بچپن میں اولاد پر سب خواتین سے زیادہ شفقت رکھتی ہیں اور شوہر کے مال کی سب سے زیادہ نگہداشت رکھنے والی ہیں‘‘۔

اس سے پتا چلا کہ شوہر کے گھر کی حفاظت کرنا، بچوں کی دیکھ بھال کرنا تو عورت کے فرائض میں شامل ہے ہی لیکن یہ بھی اس کا فرض ہے کہ وہ شوہر کے پیسے کی قدر کرے۔ اس کی محنت کی کمائی کو غلط جگہ پر اور بلاوجہ خرچ نہ کرے۔ یہ نہیں ہونا چاہیے کہ شوہر کے خون پسینے کی کمائی کو بے دردی سے اُڑایا جا رہا ہے اور گھر کو بھی نوکروں کے حوالے کیا ہوا ہے کہ جو چاہیں نقصان کریں۔ یہ طریقہ غلط ہے۔ اگر کوئی خاتون ایسا کرتی ہے تو وہ اپنے دینی فرائض سے غفلت کا مظاہرہ کرتی ہے۔ نبی اکرم ﷺ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ مومن کے لیے اللہ کے تقویٰ کے بعد سب سے مفید نعمت نیک بیوی ہے۔ جب وہ اسے کسی کام کا کہے تو وہ خوشی سے کر دے، جب وہ اس پر نگاہ ڈالے تو وہ اس کو خوش کر دے اور جب اس کے بھروسے پر قسم کھا بیٹھے تو اس کی قسم پوری کرے اور جب وہ کہیں چلا جائے تو بیوی اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرے اور شوہر کے مال و اسباب کی نگرانی میں شوہر کی خیر خواہ اور وفادار رہے۔ ایک دوسری حدیث میں نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ: یاد رکھو تمہاری بیویوں پر تمہارے کچھ حق ہیں اور تمہاری بیویوں کے تم پر کچھ حق ہیں۔ اے مردو! تمہاری بیویوں کو چاہیے کہ وہ تمہارے بستروں کو ایسے لوگوں کو استعمال نہ کرنے دیں جنہیں تم ناپسند کرتے ہو اور تمہارے گھروں میں ایسے لوگوں کو نہ آنے دیں جن کا آنا تم ناپسند کرتے ہو۔‘‘

البتہ اگر شوہر ایسی بات کا حکم دے جس میں اللہ کی نافرمانی ہو تو اس میں شوہر کی بات نہیں مانی جائے گی۔ خواتین کو چاہیے کہ وہ حضرت فاطمہ ؓ کا طریقہ اختیار کریں۔ حضرت فاطمہ ؓ خواتین جنت کی سردار ہیں۔ نکاح کے بعد حضرت علی ؓ کے گھر میں آئیں تو ان دونوں نے آپس میں یہ بات طے کی کہ حضرت علی ؓ گھر کے باہر کے کام کریں گے اور حضرت فاطمہ ؓ گھر کے اندر کے کام کریں گی۔ چنانچہ آپ ؓ بڑی محنت سے گھر کے کام سرانجام دیتیں اور بڑے ذوق و شوق سے اپنے شوہر کی خدمت کرتی تھیں لیکن محنت کا کام بہت زیادہ ہوتا تھا۔ وہ زمانہ آج کل کی مشینوں کا دور نہیں تھا کہ جس میں ہر کام بڑی آسانی سے اور چند لمحوں میں ہو جاتا ہے۔ وہاں تو ہر کام اپنے ہاتھ سے کرنا پڑتا تھا۔ آپ ؓ کھانا تیار کرنے کے لیے چکی سے آٹا پیستیں، آگ جلانے کے لیے لکڑیاں کاٹ کر لاتیں، تندور سے روٹیاں پکاتیں۔ لیکن آپ ؓ یہ کام بڑے ذوق و شوق سے کرتی تھیں۔ نبی اکرم ﷺ نے اپنی بیٹی کو خواتین کے لیے ایک مثال بنایا۔ قانونی اعتبار سے خواہ کچھ بھی حق ہو لیکن سنت یہ ہے کہ وہ اپنے گھر کے کاموں کو اپنا کام سمجھ کر سرانجام دے۔ اسی طرح اولاد کی تربیت بھی بیوی کی ذمہ داری ہے کیونکہ وہ شوہر کے گھر کے ساتھ ساتھ اولاد کی بھی نگہبان ہے۔ اولاد کی پرورش، تربیت، خدمت وغیرہ ساری ذمہ داریاں

رسول اللہ ﷺ نے عورت پر ڈالی ہیں۔ اگر اولاد کی تربیت صحیح نہیں ہورہی، اس کے اندر اسلامی آداب نہیں آرہے تو اس کے بارے میں سب سے پہلا سوال خاتون سے ہوگا اور بعد میں مرد سے ہوگا۔

عملی باتیں: خاتون اگر اپنے شوہر کو غصہ کی حالت میں دیکھے تو زبان درازی نہ کرے بلکہ نرمی سے راضی کرنے کی کوشش کرے۔ رشک اور غرور سے بچا جائے کیونکہ یہی طلاق کی چابی ہے۔ جب شوہر غمگین ہو تو اس وقت خاتون اپنی خوشی ظاہر نہ کرے۔ شوہر پر اپنے والدین کی حیثیت، امارت اور بڑائی جتلانے کی کوشش نہ کرے۔ شوہر کے کھانے اور سونے کا خاص خیال رکھا جائے کیونکہ بھوک کی شدت انسان کو غضب ناک کرتی ہے اور نیند میں خلل آتش غضب کو بھڑکاتی ہے۔ شوہر سے کنارہ کشی اور دوری اختیار نہ کی جائے ورنہ وہ اور دور ہو جائے گا۔ صاف ستھرا لباس پہنا جائے۔ اچھی زیب و زینت کا اہتمام کیا جائے تاکہ شوہر کے ناک، کان، آنکھ کی حفاظت ہو اور تمہارے پاس سے اسے اچھی خوشبو آئے۔ شوہر کی خوشی اور خواہش پر ہر چیز کو مقدم رکھا جائے۔ شوہر کے ماں باپ اور اس کے تعلق داروں کے ساتھ حسن سلوک کا رویہ رکھا جائے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں ان فرائض کو سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین!

امیر تنظیم اسلامی کی مصروفیات

(03 تا 09 جنوری 2019ء)

جمعرات (03 جنوری) کو صبح 9 بجے تا نمازِ ظہر مرکز تنظیم اسلامی ''دارالاسلام'' میں تنظیم اسلامی کی مرکزی مجلس عاملہ کے اجلاس میں شرکت کی۔ سہ پہر 3 بجے قرآن اکیڈمی میں راولپنڈی سے رفیق تنظیم جناب شمس الحق اعوان ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ بعد نمازِ مغرب جامع القرآن' قرآن اکیڈمی میں منعقدہ ایک محفل نکاح میں خطبہ دیا۔ جمعہ (04 جنوری) کو بعد نمازِ عصر جامع القرآن' قرآن اکیڈمی میں ایک نکاح پڑھایا۔ ہفتہ (05 جنوری) کو صبح 10:30 تا دوپہر 1 بجے قرآن اکیڈمی میں دفتری امور نمٹائے۔ اس دوران انجمن خدام القرآن سرگودھا کے صدر جناب مقبول حسین سے بھی ملاقات رہی۔ اسی روز بعد نمازِ مغرب قرآن اکیڈمی میں علامہ اقبال ٹاؤن لاہور سے جناب وحید سعید ملاقات کے لیے آئے اور روزمرہ زندگی کے بعض امور پر امیر تنظیم سے رہنمائی حاصل کی۔

اتوار (06 جنوری) کی شام کو اکوڑہ خٹک کے لیے روانگی ہوئی۔ سوموار (07 جنوری) کو دارالعلوم حقانیہ جانا ہوا۔ وہاں جمعیت علمائے اسلام (س) کے قائدین سے مولانا سمیع الحق کی شہادت پر اظہارِ تعزیت کیا۔ اس موقع پر تنظیم اسلامی کے نائب ناظم اعلیٰ (خیبر پختونخوا) اور امیر حلقہ خیبر پختون خوا جنوبی بھی امیر محترم کے ہمراہ تھے۔ سوموار کی رات لاہور واپس پہنچے۔ منگل (08 جنوری) کو صبح 10:30 تا دوپہر 1 بجے دارالاسلام میں تنظیمی امور نمٹائے۔ رات کو بعد نمازِ عشاء طے شدہ پروگرام کے مطابق قرآن اکیڈمی میں حلقہ لاہور غربی کی مقامی تنظیم ماڈل ٹاؤن کے رفقاء کے ساتھ ملاقات ہوئی۔ ناظم اعلیٰ اور نائب ناظم اعلیٰ (مرکز) بھی تشریف لائے۔ نئے رفقاء سے تعارف کے بعد سوال و جواب کی بھرپور نشست ہوئی۔ بدھ (09 جنوری) کو صبح 9:30 بجے دارالاسلام میں ملتان کے رفیق تنظیم جناب عطاء اللہ مع دو رفقاء ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ اس نشست میں ناظم اعلیٰ، نائب ناظم اعلیٰ (مرکز) اور مرکزی ناظم تعلیم و تربیت بھی شریک رہے۔ بعد ازاں 10:30 بجے تا نمازِ ظہر تنظیم اسلامی کے مرکزی شعبہ تعلیم و تربیت کے ذمہ داران کے ساتھ ایک میٹنگ کی صدارت کی، جس میں ناظم اعلیٰ بھی موجود تھے۔ بعد نمازِ ظہر قرآن اکیڈمی میں ہفت روزہ جریدے ''فیملی'' کے نمائندوں کو انٹرویو دیا، جس میں تنظیم اسلامی اور اس کے منہج کے حوالے سے کسی قدر تفصیل کے ساتھ گفتگو ہوئی۔ اس دوران تنظیم اسلامی کے مرکزی ناظم نشر و اشاعت بھی موجود رہے۔ رات 8 بجے قرآن اکیڈمی میں روزنامہ ''92'' سے وابستہ معروف صحافی جناب ارشاد احمد عارف اور جناب عامر خاکوانی ملاقات کے لیے تشریف لائے۔ اس موقع پر مرکزی ناظم نشر و اشاعت کے ہمراہ امیر محترم نے ملک کی عمومی سیاسی صورت حال اور اس میں بہتری کے معاملات پر اظہارِ خیال کیا۔

شعبہ خط و کتابت کورسز کی تاریخ میں ایک اور سنگ میل کا اضافہ!!

آن لائن کورس

- کیا آپ جاننا چاہتے ہیں؟ از روئے قرآن ہماری دینی ذمہ داریاں کیا ہیں؟ نیکی اور تقویٰ اور جہاد اور قتال کی حقیقت کیا ہے؟
- کیا آپ دین کے جامع اور ہمہ گیر تصور سے واقفیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ قرآن حکیم کی فکری اساس اور بنیادی عملی ہدایات سے روشناس ہونا چاہتے ہیں؟
- کیا آپ نجی مجالس میں اسلام پر ہونے والی تنقید کا مناسب اور مدلل جواب دینے کی اہلیت حاصل کرنا چاہتے ہیں؟

تو

صدر مؤسس مرکزی انجمن خدام القرآن لاہور ڈاکٹر اسرار احمد مرحوم و مغفور کے مرتب کردہ

''مطالعہ قرآن حکیم کا منتخب نصاب'' پر مبنی

''قرآن حکیم کی فکری و عملی راہنمائی کورس'' سے استفادہ کیجیے

یہ کورس (جو ایک عرصہ سے بذریعہ خط و کتابت کروایا جا رہا ہے) شائقین علوم قرآنی کی دیرینہ خواہش پر

الحمدللہ! اب یہ کورس آن لائن (ONLINE) بھی شروع ہو چکا ہے

برائے رابطہ: انچارج شعبہ خط و کتابت کورسز' قرآن اکیڈمی' K-36' ماڈل ٹاؤن' لاہور

فون: 3-35869501(42-92) E-mail:distancelearning@tanzeem.org

ضرورت رشتہ

☆ لالہ موسیٰ میں رہائش پذیر کشمیری فیملی کو اپنی بیٹیوں اور بیٹے — بیٹی عمر 37 سال، تعلیم گریجویٹ، پابند صوم صلوٰۃ، امور خانہ داری میں ماہر، خوب صورت و سیرت — بیٹی عمر 20 سال، تعلیم گریجویشن (جاری) — بیٹی عمر 20 سال، تعلیم ایف اے — بیٹا عمر 39 سال، برسر روزگار، مقیم سپین کو عقد ثانی کے لیے دینی مزاج کے حامل موزوں رشتے درکار ہیں۔

برائے رابطہ: 0333-8417828

دعائے صحت کی اپیل

☆ بہاولپور تنظیم کے مبتدی رفیق محمد عاطف مُغل کے والد شدید بیمار ہیں۔

اللہ تعالیٰ ان کو شفائے کاملہ عاجلہ مستمرہ عطا فرمائے۔ قارئین اور رفقاء و احباب سے بھی دعائے صحت کی اپیل کی جاتی ہے۔

محکماتِ عالمِ قرآنی 6 3۔ ارضِ ملکِ خداست

16 مردنِ بے برگ و بے گور و کفن؟ گم شدن در نقرہ و فرزند و زن!

اے انسان! ایسی موت کہ تمہارے پاس (آخرت کا) زادِ راہ نہ ہو اور بے گور و کفن لاش رہ جائے، وہی ہے جب انسان (آخرت کو بھول جائے) اور اس دنیا میں سونا چاندی اور بیوی بچوں کا ہوکر رہ جائے

17 ہر کہ حرفِ لا اِلٰہ ازبر کند عالمے را گم بخویش اندر کند

کسی انسان کا (مسلمان ہوکر) لا الٰہ اِلا اللہ محمد رسول اللہ کا سبق یاد کرلینا (ایک جاودانی زندگی حاصل کرلینا ہے اور) کُل ارض و سما کو اپنے اندر سمو لینا ہے

18 فقر جوع و رقص و عریانی کجا ست فقر سلطانی است رہبانی کجا ست

ایک فقر، احتیاج (بھوک)، دھمال، لباس اتار دینا ہے یہ کہاں کا فقر ہے؟ دوسرا فقر بادشاہی ہے اس میں ترک دنیا نہیں دنیا کے وسائل پر حکومت کرنا اور اپنی مرضی (اسلام) کے مطابق چلانا ہے

16۔ اے ابن آدم! اگر تم اپنا دل اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی اور چیز سے لگاؤ گے اور اپنے دل میں اس کی محبت کو جگہ دو گے تو حقیقتاً یہ بہت بڑی محرومی اور خسارہ کا معاملہ ہوجائے گا۔ دنیاداری کے دوران اس کا احساس صرف باضمیر اور زندہ و روشن ضمیر انسانوں کو ہوتا ہے مگر آخرت میں تو فرعونوں، نمرودوں اور ابوجہلوں کو ہو جاتا ہے کہ ساری زندگی اس طرح کی دل لگی میں گزار کر درحقیقت کتنا بڑا اور دائمی نقصان کیا ہے۔ انسان کے لیے اس بے تدبیری کے فیصلے کا فوری نتیجہ یہ نکلتا ہے کہ انسان، انسانیت اور مسجودِ ملائک کے اعلیٰ مقام سے گر جاتا ہے اور اپنی ترجیحات، طرزِ زندگی، کھانے، پینے، سونے، جاگنے کے معمولات اور حلال وحرام کی تمیز کے اعتبار سے حیوانوں کی صف میں جا کھڑا ہوتا ہے۔ انسان بے گور وکفن مرجاتا ہے یعنی ایسا انسان زندگی میں ہی روح سے تہی دامن ہوکر مُردوں کی صف میں آجاتا ہے (قرآن مجید میں کہا گیا ہے کہ اے نبی ﷺ آپ صرف زندوں کو قرآن سنا سکتے ہیں مُردوں کو نہیں سنا سکتے۔ بے ضمیر انسان دل پر مہر لگوا کر مردوں میں شمار ہوتا ہے۔ دوسرے انسان اس کو ہم شکل جان کر انسان سمجھتے رہتے ہیں، اللہ کی نگاہ میں وہ جانور ہوتا ہے اور ڈارون کا بندر۔ ایسا انسان WORLDLY WISE ہوتا ہے کاروبار کرتا ہے، کماتا ہے، اعلیٰ پوش رہائشی سوسائٹیوں میں وسیع وعریض مکان بناتا ہے مگر اللہ تعالیٰ کو بھلا کر وہ صرف سونا، چاندی اور بیوی بچوں کی دیکھ بھال کی مصروفیات میں گم ہوجاتا ہے ایسا انسان تو مردِ مومن کے مقام پر کیا، اچھے اور HUMANISM کے مقام سے بھی بہت نیچے ہوتا ہے کہ اس کا مال کسی اور اپنے جیسے ضرورت مند انسان کے کام آجائے یا غریبوں اور بے کسوں کی دادرسی ہوجائے وہ انتہائی درجے کا خودغرض، SELFISH اور متکبر ہوتا ہے۔ اللہ کی پناہ ایسے کردار سے، آمین۔

17۔ اے مردِ مسلمان! حیوانی سطح پر گر کر بے ضمیر ہوکر صرف حیوانی جبلتوں کے تحت زندگی گزارنے والا شخص تو اچھا انسان کہلانے کا مستحق نہیں، اچھا مسلمان اور حضرت محمد ﷺ کا اچھا اُمتی کیسے بن سکتا ہے۔ یہ شخص صرف اپنے لیے جیتا ہے جبکہ اصل انسان وہ ہے جو اس کائنات کی حقیقت کو سمجھے اور دل لبھانے والی رنگینیوں کے پیچھے آخرت کی زندگی کو سمجھے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول حضرت محمد ﷺ کو پہچانے یعنی 'لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ' کو پڑھے اور خوب پڑھے کہ ازبر ہوجائے اور اس کا ہر عمل اور ہر سرگرمی اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کی فرمانبرداری کے رنگ میں رنگ جائے۔ دراصل 'انسان' کا لفظ جو مسجودِ ملائک تھا اور جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں خلیفۃ اللہ فی الارض کہا ہے، یہی کلمہ پڑھنے والے پر صادق آتا ہے۔ دنیادار انسان حیوان بن کر زندگی گزارتا ہے اپنے حواسِ خمسہ سے حیوانی سطح کے ہی کام لیتا ہے جبکہ لا الٰہ الا اللہ پڑھنے والا شخص ایسا ہوتا ہے کہ سارا جہاں اُس کے اندر گم ہوجاتا ہے۔ وہ کائنات کو اپنی مرضی (احکام خداوندی) کے مطابق چلاتا ہے۔ علامہ اقبال نے ہی اردو کلام میں اس مفہوم کو یوں ادا کیا ہے۔

کافر کی یہ پہچان کہ آفاق میں گم ہے
مومن کی یہ پہچان کہ گم اس میں ہیں آفاق

18۔ اے اقبال کے مردِ مومن! اُٹھ لا الٰہ اِلا اللہ دل سے پڑھ۔ حضرت محمد ﷺ کا حقیقی اُمتی بن کر دکھا پھر تو اللہ کا ہاتھ بن جائے گا جس سے وہ اپنے دشمنوں کو پٹواتا ہے تو اس کی زبان ہوگا جس سے حق لوگوں تک پہنچے گا یعنی قرآن مجید تیرے ذریعے نوعِ انسانی تک پہنچے گا۔ تو اللہ تعالیٰ کی زبان ہے تجھے اس کا احساس نہیں۔ نظم طلوعِ اسلام (1923ء) میں علامہ اقبال فرماتے ہیں۔

خدائے لم یزل کا دستِ قدرت تو، زباں تو ہے
یقیں پیدا کر اے غافل کہ مغلوبِ گماں تو ہے

حقیقی مسلمان اور محمد ﷺ کا اُمتی ___ فقیر مست، بے لباس، گندا، بے نمازی اور کبائر کا مرتکب نہیں ہوتا (جیسا کہ فی زمانہ بہت سارے گدی نشین اور سجادہ نشین ہیں الا ماشاءاللہ) بلکہ وہ فقیر جو غیور ہوتا ہے اور جسے حضرت محمد ﷺ نے اپنے لیے فخر کی بات فرمایا وہ فقر تو سلطانی ہے، ترکِ دنیا نہیں، اسلام میں ترکِ دنیا ہے ہی نہیں۔ حضرات ابوبکر وعمر وعثمان وعلی رضی اللہ عنہم تمام تر درویشی اور سادگی کے باوصف وقت کے حکمران، فوج کے سپہ سالار، بہت بڑی سلطنت کے فرمان روا اور عادل ومنصف انسان تھے۔

جب قوم کا پیسہ منی لانڈرنگ کے ذریعے باہر منتقل ہو جاتا ہے تو اس کا بوجھ بھی ٹیکس میں اضافے کی صورت میں عوام پر پڑتا ہے۔ لہٰذا جو بھی اس جرم میں شریک ہو اسے قرار واقعی سزا ملنی چاہیے: ایوب بیگ مرزا

کرپشن کیسز میں قبضہ مافیا، سیاسی جماعتوں اور بیوروکریسی کا گٹھ جوڑ ایک کینسر کی صورت میں سامنے آرہا ہے جس کا علاج محض عدالتی فیصلے سے نہیں ہوسکتا۔ اصل حل یہ ہے کہ اداروں کو مضبوط ہونا چاہیے: رضاء الحق

جعلی اکاؤنٹس کیس اور مستقبل کا سیاسی منظر نامہ کے موضوع پر

حالات حاضرہ کے منفرد پروگرام " زمانہ گواہ ہے " میں معروف دانشوروں اور تجزیہ نگاروں کا اظہار خیال

میزبان: وسیم احمد

سوال: منی لانڈرنگ اور جعلی اکاؤنٹس کیس ہے کیا؟

رضاء الحق: منی لانڈرنگ کا یہ کیس اس وقت سامنے آیا جب ایک ماڈل لڑکی ایان علی غیر ملکی کرنسی لے کر باہر جاتی ہوئی کراچی ایئرپورٹ پر پکڑی گئی۔ اس کے پاس پانچ لاکھ پاؤنڈز تھے۔ حالانکہ کسی بھی ملک میں اس کی اجازت نہیں ہوتی۔ پاکستان میں بھی صرف دو تین ہزار پاؤنڈ لے کر جانے کی اجازت ہے۔ جہاں تک جعلی اکاؤنٹس کا تعلق ہے تو 2013ء سے 2015ء تک تقریباً بیس لوگوں کے جعلی اکاؤنٹس سامنے آئے۔ یہ معاملہ آگے چلتا گیا۔ انوسٹی گیشن ہوتی گئی اور ایف آئی اے نے منی لانڈرنگ اور جعلی اکاؤنٹس کے کیس میں تقریباً 32 لوگوں کی شناخت کی۔ جن میں سابق صدر آصف علی زرداری، ان کی ہمشیرہ فریال تالپور اور کچھ اور لوگ بھی شامل تھے۔ بہرحال انوسٹی گیشن سے یہ بات پتا چلی کہ جو جعلی اکاؤنٹس استعمال ہو رہے تھے یہ بلیک منی کو وائٹ منی میں تبدیل کرنے کے لیے استعمال ہو رہے تھے۔ اس کی وجوہات یہ تھیں کہ وہ پیسے کک بیکس، کمیشن یا رشوت کی صورت میں آئے ہوئے تھے۔ اس کے بعد اس پر جے آئی ٹی بنی اور پھر اس نے رپورٹ پیش کی۔ جے آئی ٹی کی رپورٹ کے مطابق یہ tip of the iceberg ہے۔ انہوں نے 415 ایسے لوگ (key individual) بتائے ہیں جو اس میں ملوث ہیں اور 172 Entities (کمپنیز، گروپس وغیرہ) ہیں۔ JIT رپورٹ کے مطابق ان میں سے 104 کے قریب جعلی اکاؤنٹس شناخت ہو سکتے ہیں جن کے ذریعے تقریباً 220 بلین روپے کی منی لانڈرنگ کی گئی ہے۔ بہرحال جے آئی ٹی رپورٹ سپریم کورٹ میں پیش کی جاچکی ہے۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ سپریم کورٹ کیا فیصلہ کرتی ہے؟

سوال: جے آئی ٹی میں کون کون شامل ہے اور کن اداروں سے ان کو لیا گیا ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ایف آئی اے کی طرف سے ایڈیشنل ڈی جی احسن صدیق ہیں، آئی ایس آئی کی طرف سے بریگیڈیئر شاہد پرویز ہیں، ایس ای سی پی کی طرف

مرتب: محمد رفیق چودھری

سے محمد افضل ہیں، نیب کے نعمان اسلم ہیں اور ایف بی آر کے عمران لطیف ہیں۔ یہ جے آئی ٹی پانچ اداروں کے پانچ افراد پر مشتمل تھی۔ جس نے یہ ساری تفتیش کی ہے۔

سوال: جے آئی ٹی رپورٹ میں کتنے prominent نام ہیں جو اس دھندے میں شریک تھے؟

ایوب بیگ مرزا: اس میں براہ راست شریک آصف زرداری اور ان کی ہمشیرہ فریال تالپور تھے۔ وزیر اعلیٰ مراد علی شاہ کی چونکہ حکومت تھی اور ان کے سامنے یہ سب کچھ ہوتا رہا اس لیے وہ بھی براہ راست شریک سمجھے جاسکتے ہیں۔ Summit بینک کے صدر حسین لوائی اور کچھ دیگر بینکار بھی اس دھندے میں شریک تھے۔ اس کے علاوہ اس کام میں بہت بڑی بڑی کاروباری شخصیات بھی شریک تھیں جن کی تعداد 132 کے قریب ہے۔ اس کے علاوہ کچھ کاروباری گروپ بھی اس دھندے میں شامل ہیں جن میں زرداری گروپ، اومنی گروپ اور بحریہ ٹاؤن بہت نمایاں ہیں۔ زرداری صاحب کے ساتھ فریال تالپور، جبکہ اومنی گروپ کے انور مجید کے ساتھ عبدالغنی مجید اور نمر مجید وغیرہ شامل تھے۔ بحریہ ٹاؤن کے ملک ریاض کے ساتھ اس کا داماد زین ملک شریک تھا۔ ان سب کے نام اس لسٹ میں شامل ہیں۔ ان کا طریقہ کار یہ تھا کہ یہ کسی غریب اور غیر معروف آدمی کا شناختی کارڈ حاصل کر کے اس کے اکاؤنٹ میں اپنی رقم رکھتے تھے پھر جلد از جلد منی لانڈرنگ سے باہر کے ملک میں بھجوا دیتے تھے۔ ظاہر ہے کہ سارا کام بینکاروں کی مدد سے ہوتا تھا۔ اس لیے یہ بینکار بھی اس جرم میں برابر کے شریک ہیں۔ اس کے علاوہ دوسرے طریقے یعنی رشوت اور کک بیکس وغیرہ بھی استعمال کیے گئے ہیں۔

رضاء الحق: رپورٹ کے مطابق تقریباً 42 بلین روپے کی منی لانڈرنگ ہوئی ہے۔ یہ اس ملک کے عوام کی دولت تھی جو لوٹی گئی ہے۔ جب اتنی بڑی رقم ملک سے نکلتی ہے تو سارا بوجھ بھی عوام پر پڑتا ہے کیونکہ اس خسارے کو پورا کرنے کے لیے ٹیکس لگائے جاتے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک ناقابل تلافی جرم سرزد ہوا ہے جو ناقابل معافی ہے۔ میں کہتا ہوں کہ سپریم کورٹ جلد از جلد جے آئی ٹی کی اس رپورٹ کے حوالے سے فیصلہ کرے اور جس پر بھی جرم ثابت ہو جائے اس کو قرار واقعی سزا ملنی چاہیے۔ جب اس کام میں بینک ہی ملوث ہو جائے تو وہ کسی کا بھی اکاؤنٹ کھول سکتا ہے۔ لہٰذا بینکرز کی بھی پکڑ ہونی چاہیے۔ حالانکہ سٹیٹ بینک مانیٹر کر رہا ہوتا ہے لیکن اس دوران اس نے بھی آنکھیں بند کی ہوئی تھیں۔ غریب لوگوں کو تو معلوم ہی نہیں تھا کہ ان کے اکاؤنٹ میں کتنے پیسے آرہے ہیں اور پھر دوسری جگہ منتقل ہو رہے ہیں۔ پیسہ باہر بھیجنے والوں نے

ایک چالاکی یہ بھی کی کہ انوسٹی گیشن اتھارٹیز اور بینکرز میں سے جو بھی منی لانڈرنگ کے پراسس میں ان کی مدد کر سکتے تھے ان سب کو بھی آن بورڈ لیا ہوا تھا۔ پھر لانچز کے ذریعے بھی پیسے باہر گئے ۔ یہاں پر ٹرانزکشن کی نوعیت مختلف قسم کی ہے۔منی لانڈرنگ میں زیادہ بڑی ٹرانزکشن تو وہی ہوتی ہیں جو یا تو کمیشن کی صورت میں ہوں یا کک بیکس کی صورت میں ۔یعنی ایک تو یہ کہ آپ نے ٹھیکے دیے ہوئے ہیں اور اس میں اپنا کمیشن لیتے ہیں یا پھر ایسے معاہدے کیے ہوئے ہیں جن میں کک بیکس کی صورت میں آپ کو رقوم ملتی ہیں۔یہ ساری چیزیں انوسٹی گیشن میں سامنے آئی ہیں۔

سوال: اومنی گروپ، زرداری گروپ اور بحریہ ٹاؤن کا آپس میں کیا تعلق ہے؟

ایوب بیگ مرزا: ان کا اصل تعلق مادیت پسندی اور دولت پر ایمان ہے۔ان کے نزدیک دولت سے سب کچھ خریدا جاسکتا ہے جس میں حکومت بھی شامل ہے۔جب بےنظیر بھٹو اقتدار میں آئیں تو کہا جاتا تھا کہ وہ کرپٹ نہیں تھیں لیکن زرداری نے انہیں یہ سبق پڑھایا کہ نواز شریف دولت کے معاملے میں ہم سے بہت آگے ہے جب تک ہم دولت کے لحاظ سے نواز شریف کا مقابلہ نہیں کریں گے ہم سیاست میں بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے اور نہ ہی اس کو شکست دے سکیں گے ۔کیونکہ اس وقت ان دونوں کے درمیان مقابلہ تھا تیسرا کوئی تھا ہی نہیں ۔بدقسمتی سے وہ کچھ قائل ہوگئیں جس کے بعد زرداری صاحب متحرک ہوئے اور پھر نواز شریف نے ان کو ٹین پرسنٹ اور ہنڈرڈ پرسنٹ کہا۔زرداری نے پھر اقتدار حاصل کرنے کے لیے یہ سب کچھ کیا۔ جہاں تک اومنی گروپ کا تعلق ہے تو ان کا ایمان بھی دولت پر ہے لیکن جب ان کو ایک حکومت کی سرپرستی حاصل ہوئی تو وہ پہلے سے زیادہ دلیر ہوگئے۔ انہوں نے شوگر ملیں خریدیں اور کہا جاتا ہے کہ انہوں نے گیارہ لاکھ چینی کی بوریاں گروی رکھ کر بینک سے قرضہ لیا۔لیکن بعد ازاں وہ بوریاں بازار میں فروخت کردی گئیں اور بینک کو کورا جواب دے دیا کہ ہمارے پاس کوئی پیسہ نہیں ہے ۔کیونکہ اس وقت کے صدر زرداری ان کے ساتھ ملے ہوئے تھے ۔اسی طرح کا معاملہ بحریہ ٹاؤن کے مالکوں کا ہے کہ وہ بھی زرداری کے ساتھ ہوتے تھے۔اب بات سامنے آگئی ہے کہ وہ کس طرح زمینوں پر قبضہ کرتے تھے۔کچھ سول اداروں سے مل کر اور کچھ فوجی اداروں سے مل کر زمینوں پر قبضے کر کے بیچ دیتے تھے ۔ان تینوں گروپس نے اپنی اجارہ داری بنائی ہوئی تھی اور ملک اور قوم کو لوٹنے میں لگے ہوئے تھے۔

سوال: یہ دھندہ تو 2013ء سے بھی پہلے کا چل رہا تھا لیکن سابقہ حکومتوں نے جعلی اکاؤنٹس کے خلاف کارروائی کیوں نہیں کی؟

رضاء الحق: بحریہ ٹاؤن کے مالک ریاض ملک سے جب یہ کہا جاتا ہے کہ آپ کے فلاں فلاں علاقے مشکوک ہیں۔آپ نے ان پر ناجائز قبضہ کیا ہے تو ان کا جواب یہ ہوتا ہے کہ میں 70 منزلہ بحریہ آئیکون بھی تو بنا رہا ہوں۔میں نے لوگوں کے لیے دستر خوان بھی بچھائے

> **بحریہ ٹاؤن کا طریقہ واردات یہ ہے کہ آپ کسی کی زمین اور جائیداد پر قبضہ کرنے کے بعد اس کو کھانا کھلا دیں اور کہہ دیں کہ قبضہ جائز ہوگیا**

ہوئے ہیں ۔حالانکہ دنیا میں یہ اصول سمجھا جاتا ہے کہ منی لانڈرنگ میں بلیک منی کو وائٹ منی میں تبدیل کرنے کا سب سے بہترین طریقہ فلاحی کام ہیں ۔یعنی کوئی فلاحی ادارہ کھول لیں اور اس کے ذریعے ناجائز دولت کو جائز ثابت کرلیں ۔لہٰذا یہ کوئی منطق نہیں بنتی کہ آپ کسی کی زمین اور جائیداد پر قبضہ کرنے کے بعد اس کو کھانا کھلا دیں اور کہیں کہ قبضہ جائز ہوگیا۔پچھلی حکومتوں نے اس حوالے سے انتہائی چشم پوشی سے کام لیا۔جنرل مشرف جب نواز شریف کا تختہ الٹ کر اقتدار میں آئے تو انہوں نے مختلف لوگوں کی فائلیں کھولیں اور انوسٹی گیشن بھی ہوئی لیکن بعد میں مشرف نے ان لوگوں کے ساتھ مصالحت کرلی ۔اکثر حکومتیں ایسے لوگوں کے ساتھ مصالحت کرلیتی ہیں۔ بالخصوص اگر عسکری قیادت حکومت میں ہو تو اسے اپنی حکومت کو قائم ودائم رکھنے کے لیے ایسے لوگوں کی ضرورت ہوتی ہے ۔دوسری وجہ ان لوگوں کو چھوٹ ملنے کی یہ بھی تھی کہ حکومتیں ایسے لوگوں کے ساتھ کچھ لے دے والا معاملہ کرتی ہیں ۔کمرے کے اندر ان سے کہا جاتا تھا کہ ہم انوسٹی گیشن کر رہے ہیں لیکن آپ کو چھیڑیں گے نہیں جیسے میثاق جمہوریت تھا جو بعد میں واقعی میثاق مک مکا ثابت ہوا ہے ۔یہ مک مکا ابھی بھی کچھ لیولز پر ہو رہا ہے ۔مثال کے طور پر شہباز شریف کا پبلک اکاؤنٹس کمیٹی کا چیئرمین لگنا کچھ دو اور کچھ لو پالیسی کا ہی نتیجہ ہے۔

ایوب بیگ مرزا: کہا جاتا ہے کہ 2014ء میں ایف آئی اے نے یہ رپورٹ اس وقت کے وزیر داخلہ چودھری نثار کو دی تھی اور چودھری نثار نے یہ فائل وزیر اعظم نواز شریف کو پیش کردی تھی لیکن پھر اس کو دبا دیا گیا تھا۔کیونکہ وہ پیپلز پارٹی سے مک مکا کر چکے تھے۔

سوال: جعلی اکاؤنٹس کیس سے متعلق (JIT) کی رپورٹ پر سپریم کورٹ کیا کارروائی کرے گی؟

ایوب بیگ مرزا: آئین کی شق (3)184 کے تحت سپریم کورٹ کے پاس بہت بڑا اختیار ہے۔لہٰذا وہ اگر کرنا چاہے تو بہت کچھ کرسکتی ہے۔اب تک اس نے مراد علی شاہ اور باقی فریقوں کو نوٹس بھیجا ہے اور ان کمپنیوں کی سیل پر چیز پر بھی پابندی لگا دی ہے۔ان کے اکاؤنٹس منجمد تو نہیں کیے لیکن اب ان کے کاؤنٹس پر نگاہ رہے گی اب وہ مانیٹر کیے جائیں گے۔لیکن پراپرٹی کی خرید وفروخت بالکل بند کردی گئی ہے جو ایک بہت بڑا اقدام ہے۔بہرحال میری ذاتی رائے ہے کہ وہ اس کیس کو نیب کی طرف بھیجیں گے خود کوئی فیصلہ نہیں کریں گے۔البتہ ایک بات ہے کہ زرداری صاحب اور مجید اینڈ کمپنی کو کوئی معجزہ ہی بچا سکتا ہے۔شنید یہ ہے کہ بحریہ ٹاؤن والوں نے کچھ معاملات طے کرلیے ہیں۔

سوال: کیا آصف علی زرداری اور فریال تالپور کی ضمانت منسوخ ہوتی نظر آرہی ہے؟

رضاء الحق: تاریخی طور پر دیکھا جائے تو ضمانتیں اور کیسز طویل ہوجاتے ہیں۔ ویسے بھی بینکنگ کورٹ کی طرف سے ان کو ضمانت جاری کی گئی ہوئی ہے ۔اگر وہ قبول نہ کی گئی تو یہ کسی دوسری عدالت میں اپیل کردیں گے۔بہرحال یہ ضمانت کروائیں یا نہ کروائیں اس سے کچھ خاص فرق نہیں پڑتا کیونکہ ہمارے ملک میں کچھ لو، کچھ دو والا معاملہ بھی چلتا رہتا ہے ۔جیسے اومنی گروپ نے زرداری گروپ کا پورا خرچہ اٹھایا ہوا تھا۔ان کی ڈرائی کلیننگ، صدقے کے بکرے، فرنیچر، بلاول کی سالگرہ کی پارٹیوں کا انتظام، حتیٰ کہ کتوں کا کھانا بھی ان کی طرف سے آتا تھا۔انہی خرچوں کی وجہ سے گٹھ جوڑ ثابت ہوا ہے۔یہ گٹھ جوڑ صرف انہی تین گروپس تک محدود نہیں ہے

بلکہ یہ بہت جگہوں پر نظر آئے گا۔ نواز شریف حکومت میں بھی نظر آئے گا اور عمران حکومت کے اردگرد بھی ایسے لوگ ہوں گے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ یہ گٹھ جوڑ آپ کو عدالت میں بھی نظر آئے۔ حتیٰ کہ ملٹری میں نظر آئے گا۔ بہرحال یہ بہت بڑا گٹھ جوڑ ہے جو کینسر کی صورت میں سامنے آرہا ہے۔ اس کا علاج اگر ڈسپرین کے ساتھ کرنا چاہ رہے ہیں تو پھر اس کا علاج نہیں ہوگا۔ ہونا یہ چاہیے تھا کہ جس وقت یہ جرم ہو رہا تھا تو اس وقت روکا جاتا۔ اس وقت ایف آئی اے کہاں تھی؟ اسی طرح جب پیسہ باہر جا رہا تھا تو اس وقت کسٹمز کہاں تھی، جب یہ ٹیکس pay نہیں کر رہے تھے تو اس وقت ایف بی آر کہاں تھی۔ اسی طرح کا معاملہ دوسرے انوسٹی گیشن کے اداروں کا بھی ہے۔ لہٰذا اصولی طور پر اداروں کو مضبوط ہونا چاہیے۔ بیوروکریسی کا مطلب ہی یہ ہے۔ کیونکہ حکومتیں تو تبدیل ہوتی رہتی ہیں لیکن بیوروکریسی تو ایک سسٹم ہے جو ملک کو ساتھ ساتھ چلاتا ہے۔ یہاں پر اقرباپروری اتنی زیادہ بڑھ گئی ہے کہ اداروں میں بھی اپنے لوگ بھرتی کیے جاتے ہیں۔ جبکہ بنیادی طور پر اداروں کو مضبوط ہونا چاہیے۔ یعنی حکومت کو صرف حکومتی اور انتظامی معاملات میں توجہ دینی چاہیے۔ سپریم کورٹ کو چھوٹے چھوٹے مقدمات میں آنا ہی نہیں چاہیے بلکہ آئینی معاملات کو دیکھنا چاہیے۔ چھوٹے معاملات کے لیے ہائی کورٹس ہونی چاہئیں۔ پھر ہماری جغرافیائی سرحدوں اور نظریاتی سرحدوں کی محافظ فوج کو ہونا چاہیے۔

سوال: کیا نیا سال سندھ حکومت کی تبدیلی کا سال ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میرے نزدیک حکومت نے ایک پالیسی کے تحت پیپلز پارٹی کو پریشرائز کرنے کے لیے ایسی فضا پیدا کی ہے۔ حالانکہ وہ سمجھتے بھی ہوں گے کہ سندھ حکومت تبدیل ہونے والی نہیں ہے۔ اصل میں شاید وہ میڈیا میں شور شرابہ کر کے پیپلز پارٹی کو پریشرائز کرنا چاہتے تھے۔ میں سمجھتا ہوں کہ فواد چودھری کو جو کراچی جانے کا کہا گیا تھا وہ صرف میڈیا تک بات پہنچانی تھی تاکہ پی پی دباؤ میں آجائے۔ میری رائے میں چیف جسٹس کا کام کرنے کا جو انداز ہے وہ بالکل منفرد ہے۔ انہوں نے جے آئی ٹی کے بارے میں جو بیان دیا ہے یہ رویہ پیپلز پارٹی کے لیے انتہائی خطرناک ثابت ہوگا۔ تحریک انصاف کی حکومت جے آئی ٹی رپورٹ کے حوالے سے کچھ نہیں کر سکے گی۔

سوال: چیف جسٹس کا یہ رویہ پیپلز پارٹی کے لیے کیسے خطرناک ثابت ہوگا؟

ایوب بیگ مرزا: جے آئی ٹی رپورٹ کے حوالے سے جب سپریم کورٹ چھان بین کرے گی تو وہ چیزیں جو زرداری اور فریال تالپور کے بارے میں ہیں وہ ثابت ہو جائیں گی اور پھر یہ فیصلہ بالآخر اس جے آئی ٹی کی رپورٹ سے بھی سخت تر ہوگا جو مجھے نظر آرہا ہے۔ کیونکہ ہمارے چیف جسٹس صاحب پہلے ملزم کو تھوڑی تھپکی دیتے ہیں اور پھر اس کی لگام کھینچتے ہیں۔ دیکھا جائے تو یہ عدلیہ کے نقطہ نظر سے کوئی غلط کام نہیں ہے کہ وہ ملزم کو بھی آخر تک حوصلہ دیتی ہے کہ آپ کے ساتھ انصاف ہوگا۔

رضاء الحق: اگر پی ٹی آئی حکومت نے پیپلز پارٹی کو پریشرائز کرنے کے لیے ایسا کیا ہے تو پھر یہ اچھا نہیں کیا۔

> **زرداری فیملی کے کپڑوں کی ڈرائی کلیننگ کا خرچہ، کتوں کا کھانا، اصطبل کا خرچہ اور صدقے کے بکرے اومنی گروپ کی طرف سے آتے تھے۔**

یہ غلیظ سیاست کا ایک حصہ ہے۔ پی ٹی آئی والے اگر کہتے ہیں کہ ہم صاف رہنا چاہتے ہیں تو ان کو ایسی سیاست نہیں کرنی چاہیے۔ پھر یہ کہ پریشرائز کرنے کے حوالے سے حکومت کا یہ اندازہ غلط ثابت ہوا۔ سندھ حکومت اس سے پہلے بیک فٹ پر تھی لیکن اب اس کو تھوڑا سا فرنٹ فٹ ملا ہے۔

سوال: ایف آئی اے نے اصغر خان کیس بند کرنے کی سفارش کیوں کی؟

ایوب بیگ مرزا: میرے نزدیک یہ بدقسمتی کا معاملہ ہے۔ ہمارے ملک کا یہ المیہ ہے۔ ایسا نہیں ہونا چاہیے تھا۔ اس صورت حال میں کہ ایف آئی اے جو وزارت داخلہ کے انڈر ہے اور وزارت داخلہ وزیراعظم کے پاس ہے ایسا ہونا وزیراعظم عمران خان کے حوالے سے ایک اچھا تاثر نہیں ہے۔

سوال: یہ بھی کہا گیا ہے کہ یہ بات عمران خان کے علم میں نہیں ہے؟

ایوب بیگ مرزا: میں اس خبر کو درست نہیں سمجھتا ورنہ اگر یہ سچ ہے تو پھر بھی انتظامی لحاظ سے یہ برا ہے۔ البتہ اگر عمران خان کے پاس سمری نہیں گئی تو پھر یہ عمران خان کے حوالے سے اتنا برا نہیں ہے۔ لیکن ہمارے ہاں یہ سمریاں بڑوں کے حکم سے ہی بنتی ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ یہ سمری عمران خان کے حکم سے بنی ہے اور انہوں نے یہ بہت غلط کیا ہے۔ اس چیز نے ان کے حوالے سے عام تاثر کو بہت خراب کیا ہے۔

سوال: آپ کے خیال میں ایف آئی اے نے ایسا کیوں کیا؟

ایوب بیگ مرزا: بالکل سیدھی سی بات ہے کہ اس میں صرف سویلین ہی نہیں بلکہ فوجی بھی ملوث تھے اور فوجی بھی وہ تھے جو ٹاپ لیول کے جنرلز تھے۔ یہ جنرل خود اعتراف کر چکے تھے کہ ہم نے نواز شریف اور شہباز شریف کو رقوم دی تھیں۔ لہٰذا اس کیس کو عدالت میں آنا چاہیے تھا اور اس پر ان کو سزا ہونی چاہیے تھی۔ لیکن ایف آئی اے کی حالیہ سفارش سے یہ تاثر سامنے آیا ہے کہ جس جرم میں فوجی ملوث ہوں اور اس میں ان کو سزا ہو سکتی ہو اس کو دبا دیا جانا چاہیے۔ دوسری بات یہ کہ ایف آئی اے کا یہ بہت ہی بھونڈا موقف ہے کہ کیونکہ یہ کیس پچیس سال پرانا ہے اس لیے ہمیں اس کے شواہد مل نہیں رہے۔ حالانکہ وہی ایف آئی اے 32 سال اور 40 سال قبل کے کیسز لا کر سپریم کورٹ کے سامنے پیش کر رہی ہے۔ بہرحال اگر یہ عمران خان کی مرضی سے ہوا ہے تو اس کا امیج بہت خراب ہوا ہے۔ اگر اس کی لاعلمی میں ہوا ہے تو پھر بھی یہ ثابت کرتا ہے کہ حکومتی معاملات پر حکومت کی گرفت بہت ڈھیلی ہے کہ ایک بہت بڑا فیصلہ ان کے علم میں لائے بغیر ہی کر دیا گیا۔

قارئین پروگرام ''زمانہ گواہ ہے'' کی ویڈیو تنظیم اسلامی کی ویب سائیٹ www.tanzeem.org پر دیکھی جا سکتی ہے۔

دعائے مغفرت

انا للہ وانا الیہ راجعون

☆ حلقہ خیبر پختونخوا جنوبی کی مقامی تنظیم نوشہرہ کے ملتزم رفیق محترم ملک امان کی والدہ وفات پا گئیں

☆ نارووال کے رفیق تنظیم محترم محمد اویس چیمہ کے والد وفات پا گئے۔

☆ گوجرانوالہ کے رفیق تنظیم محترم فضل احمد کے سُسر وفات پا گئے۔

☆ ملتان تنظیم کے رفیق قمر رئیس کی ممانی وفات پا گئیں۔

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُمْ وَارْحَمْهُمْ وَاَدْخِلْهُمْ
فِيْ رَحْمَتِكَ وَحَاسِبْهُمْ حِسَابًا يَّسِيْرًا

میری سنو جو گوشِ نصیحت نیوش ہے!

عامرہ احسان
amira.pk@gmail.com

وزیراعظم نے یوٹرن فلسفہ بیان کیا تھا، جس سے بہت سے حکمران جماعت کو لاحق مسئلے حل ہو گئے تھے۔ اب ہم بھی منتظر ہیں ایک یوٹرن کے جس سے پاکستان کے جسدِ روحانی ونظریاتی کے مسائل حل ہو سکتے ہیں۔ وہ یہ کہ امریکی حملے کے بعد، جب وہ باؤلا ہو چکا تھا، ہم پر دھونس دھمکی سے ایک روشن خیالی نامی بلا مسلط کی گئی تھی۔ یہ بلا ہمارے سارے تہذیبی اثاثے نگل گئی۔ مشرف قبیلے کی بن آئی تھی جو پہلے ہی اسلام گریز، دین بے زار تھے۔ بلی کے بھاگوں چھینکا ٹوٹا۔ سارے سیکولر اسلام اور اسلام پسندوں پر ٹوٹ پڑے۔ ایک طرف لال مسجد کو نشانے پر رکھا۔ باقی تذکرہ جانے دیجیے۔ خواہ مخواہ دل جلانے اور پر جلانے سے کیا حاصل۔ پھر سونگھتے پھریں کہ

دیکھ تو دل کہ جاں سے اٹھتا ہے
یہ دھواں سا کہاں سے اٹھتا ہے!

ہاں تو روشن خیالی ہی روشن خیالی میں پوری معاشرت حیاسوزی کی بھینٹ چڑھ گئی۔ قصہ مختصر، ہم سب شاہد ہیں کہ ایک مہذب معزز پاکستان کو پیروں میں گھنگھرو ڈال کر بال بکھیرے میلوں میں ناچنے والا بنا ڈالا۔ اب وقت ہے یوٹرن کا۔ امریکہ طالبان سے مذاکرات کا طالب ہے۔ پاکستان سے بھی درخواستیں کر چکا ہے طالبان کو ڈھب پر لانے کی۔ وزیراعظم لڑی گئی جنگ سے بار بار اظہارِ براءت کر چکے، اظہارِ تأسف کر چکے۔ کیا اب امریکہ کو یہ کہنے کا وقت نہیں آ گیا...... ہم باز آئے محبت سے اٹھالو پاندان اپنا!

یہ کہنے پوچھنے کی ضرورت یوں پیش آ رہی ہے کہ دیوانے روشن خیال (یعنی جاہلانہ) اقدامات ہنوز جاری ہیں۔ سینما گھروں کی بحالی، آرٹس کونسل میں مخلوط رقص، دانش سکولوں میں داڑھی اور پردے کے خلاف اقدامات! (یہ کونسی دانش ہے۔ اقبالؒ کی ایک دانشِ نورانی، اک دانشِ برہانی...... کی جگہ دانشِ برطانی......؟ یعنی برطانوی؟) 78 ٹی وی چینلوں، ہر ہاتھ میں سمارٹ فون...... دو انگلیوں کی دسترس (بہ عمر 3 سال تا 93 سال!) میں جُہل کی ساری تاریکیاں، گناہوں کے سارے گھٹا ٹوپ اندھیرے ہوتے ہوئے بھی سینما گھر؟ غریب مفلس، کشکول زدہ ملک...... جس کی معیشت قرضہ مل جانے پر فخر سے پھول جاتی ہے، اس کی ترجیحات میں سینما گھر؟

المیہ تو یہ ہے کہ اسلام آباد کے ماڈل سکولوں میں Jazz اور Intel کی جانب سے مفت ملٹی میڈیا لگا کر کہا ہے کہ کوشش کریں کہ بچے اسی سے پڑھیں، کتاب چھوڑ دیں۔ یہ بظاہر مغربی دنیا کے الیکٹرانک کلاس روم کی نقالی کا تسلسل ہے۔ لیکن ہمارے ہاں مقاصد ان کے وسیع تر ہیں۔ کتاب زندگی سے نکال کر نصاب، علم، معلومات مخصوص ہاتھوں میں گروی رکھ دینا...... رہے ہم، تو مفت کی شراب قاضی کو بھی حلال کے تحت، مفت ٹیبلٹ، مفت لیپ ٹاپ سکیمیں...... نیٹ کا جال...... مفت موبائل، سستے پیکیج نوجوان نسل کے لیے علم کتنا لائے اور بے راہ روی (ہمارے دشمن کا ہدف) کتنی لائے، کون نہیں جانتا۔ خود امریکہ، یورپ میں اہلِ علم اپنی نسلوں کو کتاب کی طرف واپس لانے کو بے قرار ہیں۔ ہمارے خداوندانِ تعلیم شاہ سے زیادہ شاہ کے وفادار، کتابوں سے اپنی نسلوں کو دور کر رہے ہیں، کیونکہ:

ان غلاموں کا یہ مسلک ہے کہ ناقص ہے کتاب
کہ سکھاتی نہیں مومن کو غلامی کے طریق!

گورے کے لنڈے بازار سے ہمیں ہر متروک چیز کوڑیوں کے مول ملتی ہے۔ ایسے ہی وہ تو اپنی قوموں کی آبادی بڑھانے کی سرتوڑ جتن کر رہے ہیں، ہم خاندانی منصوبہ بندی پر سر پھٹول کر رہے اور آبادی گھٹانے کو گھڑ گھڑ کر دینی فتوے تک لانے کی فکر میں ہیں!

کرتے ہیں غلاموں کو غلامی پہ رضا مند
تاویلِ مسائل کو بناتے ہیں بہانہ

امریکہ کے اعترافِ شکست کے بعد بھی ہمیں پورا دسمبر ان کا کرسمس قوم پر طاری کرنے کی کیا مجبوری تھی؟ پچھلے سالوں سے بڑھ کر ملک کرسمس زدگی کا شکار رہا۔ اقلیتوں کے حقوق؟ اس میں ان کے تہوار منانے کا حق کس لغت یا حقوق نامے میں درج ہے۔ یورپ میں مسلمان 6 فیصد ہیں کل آبادی کا۔ (یہ بھی 2010ء کا تخمینہ ہے، جواب بہت بڑھ چکا ہے مسلم مہاجرین اور مسلمانوں کے ہاں زیادہ بچے پیدا ہونے کی بنا پر) کیا یورپ سارا، عیدالفطر مناتا ہے یا عیدالاضحیٰ کے بکرے چراتا ہے؟ پاکستان میں کل 4 فیصد اقلیتیں ہیں جس میں سکھ، ہندو، عیسائی و دیگر بھی شامل ہیں۔ عیاذاً باللہ...... سورۃ الفاتحہ کی آخری آیت کی نفی، سورۃ الاخلاص کی نفی، عقیدۂ توحید جو قرآن کی اصل ہے، کی نفی...... اللہ کے ہاں بیٹا پیدا ہونے کا کیک قوم کے سبھی سرداروں نے کاٹا......؟ حتیٰ کہ علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی میں نہ صرف (اخباری رپورٹ کے مطابق) فخریہ عظیم الشان کرسمس کی تقریب ہوئی بلکہ وائس چانسلر اور مسلم عملے، اساتذہ طلبہ وطالبات نے شرکت فرمائی۔ اس کا عنوان بین المذاہب ہم آہنگی ہے۔ تاہم مسلمان خود پورے گلوب پر بہ اندازِ دیگر یہی ہم آہنگی کا مزا چکھ رہے ہیں۔ افغانستان، شام، غزہ، روہنگیا، کشمیر تو چند ایک ہیں۔ جبکہ یہاں 25 دسمبر پر قائداعظم ڈے والے بانئ پاکستان کی جگہ کرسمس ہی ہر جگہ نمایاں تر تھا۔

دوسری جانب ہم آہنگی کی ایک دن میں دو بڑی تصاویر دیکھنے کو ملیں۔ دائیں ہاتھ پر کشمیری نوجوان شہید، پاکستانی پرچم میں لپٹا، آخری منزل کی طرف رواں تھا۔ بائیں ہاتھ پر تصویر میں غزہ کا شہید فلسطینی کندھوں پر سوار امت اور ایٹمی پاکستان پر نوحہ خواں تھا۔ ہاں وہی اسرائیل اس کا قاتل تھا جسے قریب لانے، تسلیم کروانے کی طرف مسلسل حکومتی اقدامات پہلے 100 دنوں ہی سے جاری و ساری ہیں۔ تازہ ترین ایف آئی اے کی ویب سائٹ پر اسرائیلی شہریوں پر پاکستان کے دروازے کھولنے کی نوید گویا یہود کو سنائی گئی۔ امیگریشن قواعد وشرائط (دیگر ممالک کے پردے میں!) اسرائیلی شہریوں کے لیے بھی درج کیے گئے ہیں! پھر جب یکا یک شور مچ جائے تو پرانا حربہ موجود ہے۔ یہ کلرکانہ غلطی تھی۔ نزلہ بر عضوِ ضعیف! اگرچہ فہرست وزارت داخلہ نے جاری کی۔ (ڈائریکٹر امیگریشن کا فرمان) اور کیا ستم ہے کہ وزارت داخلہ کے عہدیدار تو خود عمران خان ہیں! ریاستِ مدینہ بھی اور اپنے بچوں کا ننھیال بھی؟ یہ دونوں نباہے جا رہے ہیں؟ اگرچہ شکر ہے کہ اسے فوری درست کرنے کی بات ہو گئی۔ لیکن کیا پے در پے (سوچی سمجھی) غلطیاں کر کے عوام کی ذہن سازی کی جا رہی ہے؟ ہم غلامی والے 18 سالوں سے باہر نہیں آ پا رہے، باوجود یکہ اب امریکہ کا دیا نہیں کھا رہے۔ اب تو سعودی عرب اور اماراتی قرضے ہیں۔ کیا اب امریکہ براستہ ولی عہد، پالیسی طے ہو گئی؟

چلیے ذائقہ بدلنے کو نئے سال کے پیغام کی طرف چلتے ہیں۔ ٹرمپ، گلوبل ولیج کا چودھری، ہمارے روشن خیالوں کا بھی چودھری ٹھہرا، اسی کے پیغام معتبر ہوں گے۔ ایک عمومی ٹرمپی ٹویٹ دوستوں دشمنوں، سب کے نام یکم جنوری کی صبح کو دینے کے ڈھائی گھنٹے بعد امریکہ کے

سپر جنرل کے نام جو ٹویٹ کیا، ذرا ملاحظہ فرمائیے۔ افغانستان میں امریکی و دیگر غیر ملکی افواج کے کمانڈر میک کرسٹل پر ٹرمپ چڑھ دوڑا جو امریکہ کا سپر جنرل تھا۔ میک کرسٹل نے ایک ٹی وی انٹرویو میں ٹرمپ پر سوال اٹھایا تھا، آدھی فوج افغانستان سے واپس بلانے کے فیصلے پر۔ جس پر ٹرمپ نے کہا: ''جنرل میک کرسٹل کو اوباما نے کتے کی طرح برطرف کیا، نکالا۔ (مگر وہ نہ کہہ سکا: ''مجھے کیوں نکالا'') اس کی آخری تعیناتی مکمل تباہی ثابت ہوئی۔ (افغانستان میں!)۔ یہ حشر مایہ ناز امریکی جنرل کی افغانستان میں خدمات پر ٹرمپ نے کیا۔ قبل ازیں میک کرسٹل کو اوباما نے 2010ء میں، اوباما ٹیم پر تنقید کی بنا پر نکال باہر کیا تھا۔ (کیونکہ جمہوریت تھی اور جنرل تابع تھا سویلین حکومت کے) یہ الگ کہانی ہے کہ افغانستان میں امریکہ نے بہترین جنرل تعینات کیے، لیکن سکینڈلز کا شکار ہو کر نکلے۔ رچرڈ ہالبروک، امریکہ کا خصوصی نمائندہ برائے افغانستان، شدید دباؤ کے تحت شہ رگ پھٹ جانے سے مرا۔ امریکہ کا یہ اعلیٰ ترین سفارت کار آپریشن تھیٹر جاتے ہوئے یہ کہتے کہتے مرگیا: ''تمہیں افغانستان میں جنگ ختم کرنا ہوگی۔'' فرعون کی طرح موت کا فرشتہ دیکھ کر سچی گواہی اس نے دی۔ وہی جو ٹرمپ اب جیتے جی دے رہا ہے۔ امریکی جنرل میٹس بطور وزیر دفاع (جس کا تخلص ان کے ہاں Mad Dog۔ پاگل کتا ہے) نے ٹرمپ کے فوج نکالنے کے ارادے پر استعفا دے دیا۔ ٹرمپ امریکہ کا وہی رندِ بادہ خوار ہے، نکل جاتی ہے سچی بات جس کے منہ سے مستی میں!

ایک مستی اور ملاحظہ ہو۔ ٹرمپ نے 2 جنوری کو روس کو کہا: روس، سوویت یونین ہوا کرتا تھا (بہت بڑا ملک!) افغانستان نے اس کا روس بنا دیا کیونکہ وہ اس سے لڑتے لڑتے دیوالیہ ہو گیا تھا۔ (بین السطور امریکہ کو بھی پیغام دے دیا)۔ ری پبلکن سینیٹر، ٹرمپ کا دست راست لنڈ سے گراہم نے افغانستان سے واپسی پر (2 جنوری) سی این این کو انٹرویو دیتے ہوئے کہا ہے: اگر پاکستان ہماری مدد کرے تو ہم طالبان کو مذاکرات کی میز پر لا سکتے ہیں اور افغانستان میں جنگ ختم کر سکتے ہیں۔ ہم پاکستان کے آگے 'فری ٹریڈ ایریا' (تجارت کے دروازے امریکہ سے، کھول دینے) کی پیش کش کر دیں تاکہ پاکستان طالبان کو امن مذاکرات پر لا بٹھائے۔ امریکہ کی افغانستان سے باعزت نکلنے کی بے قراری دیدنی بھی ہے اور لائق عبرت بھی۔

دیکھو مجھے جو دیدۂ عبرت نگاہ ہو
میری سنو جو گوشِ نصیحت نیوش ہے!

مگر ہم غلامی میں طاق ہو چکے! ❁❁❁

اولاد دنیا کی زینت اور آخرت کا توشہ

فرید اللہ مروت

اولاد اللہ تعالیٰ کی طرف سے انسان کے لیے ایک عطیہ ہے۔ جس کو دیکھ کر انسان کا دل باغ باغ ہو جاتا ہے اور آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں اور ان سے بات چیت کر کے دل و دماغ تر و تازہ ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

﴿اَلْمَالُ وَالْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا﴾

''مال اور بیٹے دُنیوی زندگی کی زینت ہیں۔''

اولاد ایک بڑی نعمت ہے۔ اولاد سے نام باقی رہتا ہے اور خاندان کا سلسلہ چلتا ہے۔ اولاد زندگی میں بھی والدین کی خدمت گزار، مددگار، خیرخواہ اور فرمانبردار ہوتی ہیں اور مرنے کے بعد بھی اس کے لیے دعا اور ایصال ثواب کرتے ہیں۔ نیک اولاد کی وجہ سے والدین کو برابر ثواب ملتا رہتا ہے۔

اولاد کی نعمت چھین جانے پر صبر کرنا ایک مشکل کام ہے، لیکن کتاب وسنت میں بہت سی نصوص ملتی ہیں جو صبر کرنے والوں کی فضیلت اور ان کے لیے اجر عظیم پر دلالت کرتی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ انہیں بغیر حساب کے اجر و ثواب عطا کرے گا۔ یہ اجر و ثواب ہر اس شخص کے لیے ہے جو کسی بھی مصیبت پر صبر کرے۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ بچے کا فوت ہونا والدین کے لیے بہت بڑی مصیبت اور آزمائش ہے، لہٰذا جو بھی اس پر صبر کرے اور اللہ تعالیٰ کی رضا اور تقدیر پر راضی ہو اسے اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے یہ اجر عظیم حاصل ہوگا۔

ذیل میں ہم اس کی چند ایک نصوص پیش کرتے ہیں تاکہ آپ کو اس مصیبت اور آزمائش سے تسلی اور حوصلہ مل سکے۔

اور جس کو اللہ تعالیٰ اولاد دے کر چھین لیں۔ اس کے لیے اس میں مصلحت ہے للّٰہ ما اخذو ما اعطی کا یہی مطلب ہے جو حدیث میں مصیبتوں کی تسلی کے لیے آیا ہے۔

اللہ سبحانہٗ وتعالیٰ کا فرمان ہے:

''اور ہم کسی نہ کسی طرح تمہاری آزمائش ضرور کریں گے، دشمن کے ڈر سے، بھوک و پیاس سے، مال و جان اور پھلوں کی کمی سے، اور ان صبر کرنے والوں کو خوشخبری دے دیجئے، جنہیں جب کبھی کوئی مصیبت آتی ہے تو وہ کہہ دیا کرتے ہیں کہ ہم تو خود اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں اور ہم اسی کی طرف لوٹنے والے ہیں، ان پر ان کے رب کی نوازشیں اور رحمتیں ہیں اور یہی لوگ ہدایت یافتہ ہیں۔'' (البقرۃ: 155 تا 157)

اور انا للہ کا یہی مطلب ہے اور اس میں (مذکورہ تدبیرو) اعتقاد کو صبر پیدا کرنے میں بڑا دخل ہے۔ انا للہ کے مضمون کو صبر حاصل کرنے میں بہت بڑا دخل ہے۔

حدیث میں بھی مصیبتوں کی تسلی کے لیے للّٰہ ما اخذو ما اعطی کے الفاظ ہیں۔

امام مسلم ﷫ نے صہیب ؓ سے روایت کیا ہے کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''مومن کا معاملہ عجیب ہے کہ اس کے ہر معاملہ میں خیر ہی خیر ہے، یہ مومن کے علاوہ کسی اور کو حاصل نہیں، اگر مومن کو کوئی آسانی اور خوشی حاصل ہوتی ہے اور وہ اس پر اللہ کا شکر کرتا ہے تو یہ اس کے لیے بہتر اور خیر ہے، اور اگر اسے کوئی تکلیف اور مصیبت پہنچتی ہے تو وہ اس پر صبر کرتا ہے یہ اس کے لیے بہتر اور خیر ہے۔'' (صحیح مسلم)

حضرت خضر اور موسیٰ علیہما السلام کا قصہ قرآن مجید میں مذکور ہے کہ حضرت خضر علیہ السلام نے ایک بچہ کو قتل کر دیا تھا تو موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ آپ نے یہ کیا کیا کہ ایک بے گناہ بچے کو مار ڈالا۔ حضرت خضر علیہ السلام نے کہا کہ میں نے تم سے پہلے ہی کہہ دیا تھا کہ تم سے صبر نہ ہو سکے گا۔

اس واقعہ کی یہ حکمت بیان فرمائی کہ اس لڑکے کے والدین مومن ہیں اور یہ لڑکا بڑا ہو کر کافر ہوتا۔ اور اس کی محبت سے اس کے ماں باپ بھی کافر ہو سکتے تھے۔ اس لیے

ارادہ الٰہی یہ ہوا کہ اس کا پہلے ہی خاتمہ کر دیا جائے اور اس کے بدلہ نیک اولاد ان کو ملے۔

قصہ سے معلوم ہوا کہ جو بچے بچپن میں مر جاتے ہیں، ان کے مرنے میں اللہ تعالیٰ کی کوئی حکمت ہوتی ہے۔ اسی واسطے جو دیندار ہیں ان کو اولاد کے مر جانے کا غم تو ہوتا ہے لیکن پریشان نہیں ہوتے جو شخص خدا تعالیٰ کو حکیم سمجھے گا وہ کسی واقعہ سے پریشان نہ ہوگا۔ ہاں جس کا عقیدہ کمزور ہوتا ہے تو جب کوئی بچہ مر جاتا ہے اس کو بڑا اتار چڑھاؤ ہوتا ہے کہ اگر زندہ رہتا تو ایسا ہوتا۔ ارمان ہوتے ہیں، حسرتیں ہوتی ہیں کہ ہائے ایسی لیاقت کا تھا، یا اتنا خوبصورت تھا، یا ایسا تھا ویسا تھا۔

صاحبو! تم کو کیا خبر کہ وہ کیسا تھا...... غنیمت سمجھو اسی میں مصلحت تھی ممکن ہے کہ بڑا ہو کر کافر ہوتا اور تم کو بھی کافر بنا دیتا۔ (الدنیا ملحقہ دنیا و آخرت)

احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ مسلمانوں کے جو بچے بچپن میں فوت ہو جاتے ہیں ایسے بچے جنت میں جانے سے پہلے آخرت میں بھی بچے ہی رہیں گے اور ان کی عادتیں بھی بچوں کی ہوں گی یعنی وہی ضد کرنا اور اپنی بات پر اڑ جانا پیچھے پڑ جانا لیکن یہ حالت جنت میں داخل ہونے سے پہلے ہوگی پھر جنت میں پہنچ کر باپ بیٹے سب برابر ایک قد کے ہو جائیں گے۔

حدیث میں آیا ہے کہ بچے اڑ جائیں گے اور اللہ تعالیٰ سے کہیں گے کہ ہم جنت میں نہ جائیں گے جب تک ہمارے ماں باپ کو ہمارے حوالہ نہ کیا جائے۔ ہم تو ان کو ساتھ لے کر جنت میں جائیں گے تو حق تعالیٰ فرمائیں گے **ایھا الطفل المراغم ربہ ادخل ابویک** کہ اے ضدی بچے اپنے خدا سے ضد کرنے والے جا اپنے والدین کو بھی جنت میں لے جا۔ تو یہ بے گناہ بچے اللہ سے خود ہی بخشش کے لیے ضد کریں گے۔

امام ترمذی ؒ نے ابوسنان ؒ سے روایت کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں میں نے اپنے بیٹے سنان کو دفنایا اور قبر کے کنارے ابوطلحہ خولانی ؒ بیٹھے ہوئے تھے۔ جب میں نے نکلنا چاہا تو انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور کہنے لگے ابوسنان کیا میں تمہیں خوشخبری نہ دوں؟ میں نے جواب دیا کیوں نہیں، تو انہوں نے کہا:

مجھے ضحاک بن عبدالرحمٰن بن عرزب رحمہ اللہ نے ابوموسیٰ اشعری ؓ سے حدیث بیان کی کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''جب کسی بندے کا بیٹا فوت ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے کہتا ہے تم نے میرے بندے کے بیٹے کی روح قبض کر لی تو وہ کہتے ہیں جی ہاں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے تم نے اس کے دل کا پھل اور ٹکڑا قبض کر لیا۔ تو وہ کہتے ہیں جی ہاں۔ تو اللہ تعالیٰ کہتا ہے میرے بندے نے کیا کہا؟ تو فرشتے جواب دیتے ہیں۔ اس نے تیری حمد و تعریف اور انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا، تو اللہ عزوجل فرماتا ہے: میرے بندے کے لیے جنت میں ایک گھر تیار کر دو اور اس کا نام بیت الحمد رکھو۔'' (جامع الترمذی)

ابوسعید ؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا:

''جس عورت کے بھی تین بچے فوت ہو جائیں تو وہ آگ سے پردہ ہوں گے، ایک عورت کہنے لگی اور اگر دو ہوں تو رسول کریم ﷺ نے فرمایا اور دو بھی۔'' (صحیح مسلم)

ان احادیث میں یہ بیان ہوا ہے کہ جس کے بھی دو یا اس سے زیادہ بچے فوت ہو جائیں اور وہ اس پر صبر کرے تو اس کے ساتھ جنت میں داخل اور جہنم سے نجات کا وعدہ کیا گیا ہے۔

اور مصیبت کے وقت ہمیں نبی ﷺ نے ایک دعا سکھائی ہے جس میں بہت فضیلت اور اجر عظیم ہے۔

جس مسلمان شخص کو بھی کوئی مصیبت پہنچے اور وہ وہی کہے جو اسے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا ہے (انا للہ وانا الیہ راجعون) اور یہ دعا پڑھے:

((اَللّٰھُمَّ أْجُرْنِی فِی مُصِیبَتِی وَأَخْلِفْ لِی خَیْرًا مِنْھَا إِلاَّ أَخْلَفَ اللّٰہُ لَہُ خَیْرًا مِنْھَا))

''اے اللہ میری مصیبت میں مجھے اجر دے اور اس کا نعم البدل عطا فرما۔''

ام سلمہ ؓ کہتی ہیں کہ جب ابوسلمہ ؓ فوت ہوئے تو میں کہنے لگی ابوسلمہ سے کون سا مسلمان بہتر ہے؟ پھر میں نے یہ دعا پڑھ لی تو اللہ تعالیٰ نے مجھے اس کے بدلے میں رسول کریم ﷺ دیے۔''

(صحیح مسلم)

حضرت ام سلیم ؓ کا واقعہ

حضرت ام ؓ سلیم کا قصہ حدیث میں اس طرح آیا ہے کہ ان کا ایک بچہ بیمار تھا۔ حضرت ابوطلحہ ؓ (ان کے شوہر) گھر آ کر ان کا حال دریافت کیا کرتے تھے۔ ایک دن اس کا انتقال ہو گیا اور شام کو حضرت ابوطلحہ ؓ آئے تو حضرت ام سلیم نے ان پر ظاہر نہیں کیا کہ بچہ کا انتقال ہو گیا تا کہ سن کر پریشان نہ ہوں اور پریشانی میں کھانا نہ کھا سکیں بلکہ جب انہوں نے دریافت کیا کہ بچہ کیسا ہے؟ تو یہ جواب دیا کہ اب تو سکون ہے (اور واقعی موت سے بڑھ کر کیا سکون ہوگا) یہ سن کر انہوں نے کھانا کھایا اور رات کو بیوی کی طرف میلان بھی ہوا۔ بیوی نے بے انتہا صبر کیا کہ اس سے بھی انکار نہ کیا۔ جب صبح ہوئی تو کہا کہ میں تم سے ایک مسئلہ پوچھتی ہوں کہ اگر کسی نے ہم کو کوئی چیز بطور امانت کے دی ہو پھر بعد میں وہ امانت کو واپس لینا چاہے تو کیا کرنا چاہیے۔ حضرت ابوطلحہؓ نے جواب دیا کہ یہی چاہیے کہ جب مالک اس کو واپس لینا چاہے تو بڑی خوشی کے ساتھ واپس کر دیا جائے۔ حضرت ام سلیم ؓ نے کہا کہ تو پھر اپنے بچہ پر صبر کرو اور خوشی کے ساتھ اس کے دفن کرنے کا انتظام کرو۔ کیوں کہ خدا نے اپنی امانت لے لی ہے۔

حضرت ابوطلحہ ؓ غصہ ہوئے کہ تم نے رات ہی کو کیوں نہ خبر کی۔ کہا کیا ہوتا رات کو دفن کرنے میں مصیبت ہوتی اور رات بھر پریشان رہتے۔ کھانا بھی نہ کھاتے۔ اس لیے رات کو خبر نہ کی۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس حضرت ابوطلحہ ؓ گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کو ام سلیم ؓ کا عمل بہت پسند آیا اور میں امید کرتا ہوں کہ آج رات تم دونوں کو خدا نے مبارک اولاد عطا فرمائی ہے۔ چنانچہ عبداللہ بن ابی طلحہ ؓ پیدا ہوئے جو بڑے عالم اور بڑے سخی صاحب اموال و اولاد تھے تو حضرت ام سلیم ؓ نے سچ فرمایا کہ یہ اولاد اللہ تعالیٰ کی امانت ہے اس کو وہ جب لینا چاہیں خوش ہو کر اللہ کے حوالہ کر دینا چاہیے۔

ہم اللہ تعالیٰ سے دعا گو ہیں کہ اللہ تعالیٰ مجھے اور آپ کو مصیبت میں صبر دے اور اس کے بدلے میں بہتر اور اچھا بدلہ عطا فرمائے۔

❁❁❁

مرکزی انجمن خدام القرآن کا چھیالیسواں سالانہ اجلاس

مرتضیٰ احمد اعوان

مرکزی انجمن خدام القرآن کا چھیالیسواں سالانہ اجلاس 30 دسمبر بروز اتوار قرآن آڈیٹوریم نیو گارڈن ٹاؤن میں منعقد ہوا۔ جس میں انجمن سے وابستہ افراد نے شرکت کی۔ پروگرام کی ابتدا میں مہمانوں کی چائے وغیرہ سے تواضع کی گئی۔ اجلاس میں انجمن خدام القرآن اسلام آباد اور ملتان کے نمائندے بھی شریک ہوئے جنہوں نے اپنی اپنی انجمنوں کی کارکردگی کا جائزہ پیش کیا۔ پروگرام کا باقاعدہ آغاز گیارہ بجے ہوا۔ انجمن کے مدیر عمومی محمود عالم میاں نے سٹیج سیکرٹری کے فرائض سرانجام دیے۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا جس کی سعادت کلیۃ القرآن کے سابق طالب علم اور موجودہ مدرس حافظ تنویر الحق نے حاصل کی۔ تلاوت کے بعد مدیر عمومی نے گزشتہ اجلاس کی کارروائی پڑھ کر سنائی جس کی تمام حاضرین نے توثیق کی۔

انجمن خدام القرآن اسلام آباد کے سیکرٹری جنرل ریاض حسین نے انجمن اسلام آباد کا تعارف اور کارکردگی پیش کرتے ہوئے کہا کہ انجمن اسلام آباد کا قیام 1980ء سے قبل عمل میں آیا۔ اس کے تحت اسلام آباد کے مختلف علاقوں میں دروس قرآن کا سلسلہ جاری ہے۔ اس وقت انجمن کے صدر ڈاکٹر خالد نعمت ہیں۔ 2011ء سے اسلام آباد اور راولپنڈی کے مختلف مقامات پر شام کے اوقات میں ایک سالہ کورس کی کلاسز کا اہتمام ہو رہا ہے جن میں تقریباً 100 طلبہ زیر تعلیم ہیں۔ 2015ء سے دو سالہ کورس کی کلاس بھی شروع کی گئی اور ایک ہفتہ وار تفسیر القرآن کی کلاس بھی ہو رہی ہے۔ انہوں نے انجمن کی سالانہ رپورٹ حاضرین کو پڑھ کر سنائی۔

انہوں نے کہا کہ ایک صاحب خیر نے اسلام آباد کی پہاڑیوں کے دامن، سملی ڈیم روڈ پر واقع پیہونٹ میں آج سے تقریباً تین سال قبل ۵۷ کنال پر مشتمل ایک قطعہ اراضی انجمن خدام لقرآن کو عطیہ کیا تھا۔ جس پر ایک کنسٹرکشن کمپنی کی خدمات حاصل کر کے تقریباً 6 کروڑ روپیہ سے مسجد کا سٹرکچر مکمل کیا جا چکا ہے۔

انجمن خدام القرآن ملتان کے ناظم شکیل حسن نے انجمن ملتان کے زیر اہتمام مختلف پروگراموں کا تعارف پیش کرتے ہوئے کہا کہ دورہ ترجمہ قرآن کا پروگرام ملتان کے چھ مقامات پر منعقد کیا گیا جن میں سینکڑوں افراد نے قرآن کا ترجمہ سنا۔ اس سال ترجمہ قرآن کلاس، فہم القرآن کورس اور قرآن فہمی کورس بھی جاری رہے۔ بچوں کے لیے ونٹر کیمپ کا کورس کرایا گیا۔ خواتین کا درس قرآن بھی جاری رہا۔ اس سال مکتبہ کی پرچیز 12,24,445 روپے اور سیل 9,62,003 روپے رہی جبکہ 8645 روپے کی کتابیں فری تقسیم کی گئیں۔ شعبہ سمع وبصر کے زیر اہتمام خطاب جمعہ اور دیگر پروگراموں کی ریکارڈنگ جاری رہی۔ اس سال whatsapp کے ذریعے بیان القرآن کی ویڈیوز کے کلپ اور خطاب جمعہ کی آڈیو ریکارڈنگ روزانہ کی بنیاد پر تین ہزار سے زاہد افراد کو بھیجی جاتی رہی ہے۔

ناظم اعلیٰ مرکزی انجمن خدام القرآن ڈاکٹر عارف رشید نے انجمن کی سالانہ رپورٹ کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے کہا کہ شعبہ مطبوعات کے تحت جرائد اور کتب کی اشاعت جاری رہی۔ لیکن چونکہ ویب سائیٹ پر ہمارا لٹریچر دستیاب ہے اس لیے پرنٹنگ کے مواد میں کمی ہو رہی ہے۔ شعبہ تحقیق کے زیر اہتمام اس سال تقریب ایلومنائی منعقد کی گئی جس میں تقریباً ڈھائی سو افراد شریک ہوئے۔ اس سال (2018ء) ایک سالہ کورس میں 55 مرد اور 35 خواتین نے داخلہ لیا جبکہ مکمل کرنے والے 36 مرد اور 23 خواتین ہیں۔ پارٹ ٹو میں 18 حضرات نے داخلہ لیا جبکہ 13 نے مکمل کیا۔ اس سال مکتبہ کی مجموعی سیل 1,21,82,534 روپے رہی۔ شعبہ سمع وبصر کے زیر اہتمام حالات حاضرہ کا پروگرام زمانہ گواہ ہے بھی باقاعدگی سے جاری رہا۔ پہلے یہ پروگرام خلافت فورم کے عنوان سے ہوتا تھا۔ سوشل میڈیا پر بانی تنظیم اسلامی ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کی ویڈیوز کے کلپس بھیجے جاتے ہیں۔ اتوار کے درس قرآن اور درس حدیث ڈیجیٹل ریکارڈنگ کے بعد یوٹیوب پر اپ لوڈ کیے گئے۔

ناظم مالیات احسن الدین صاحب نے انجمن کے مالیات کی سمری پیش کی۔

ناظم شعبہ تحقیق اسلامی جناب عاطف وحید نے انسداد سود کے حوالے سے مختلف کاوشوں کا ذکر کرتے ہوئے کہا کہ انسداد سود کے حوالے سے فیڈرل شریعت کورٹ اور سپریم کورٹ میں کافی کام ہوا ہے۔ 1991ء میں فیڈرل شریعت کورٹ نے اپنے فیصلہ میں سود کو حرام قرار دیا تھا لیکن اس کے خلاف حکومت نے سپریم کورٹ اپیل دائر کر دی تھی جس کی وجہ سے یہ کام تعطل کا شکار ہو گیا۔ اب 2013ء سے یہ مقدمہ دوبارہ فیڈرل شریعت کورٹ میں جاری ہے۔ کورٹ نے چودہ سوال بھیج کر ہم سے جوابات مانگے۔ ہم نے وہ جوابات لکھ کر دے دیے اور وہ باقاعدہ ایک کتابچہ کی صورت میں شائع بھی کر چکے ہیں۔ موجودہ صورت حال یہ ہے کہ اس وقت پانچ رکنی بینچ ہے جو چل رہا ہے کیونکہ اس سے پہلے بینچ بنتے اور ٹوٹتے رہے۔ کورٹ ہر پیشی پر اپنا ردھم اور رن اپ درست کرنے کی کوشش کر رہی ہے لیکن اب محسوس ہو رہا ہے کہ ان کا ردھم بن گیا ہے اور اس مسئلہ کا کوئی نہ کوئی فیصلہ جلد سامنے آنے والا ہے۔ بہر حال ہم نے کورٹ کو پورے طور پر assist کیا، ہمارے ساتھ جماعت اسلامی کے وکلاء بھی ہیں جو بہت محنت اور تندہی کے ساتھ اس کو فالو کر رہے ہیں۔ اس وقت کورٹ کا موقف یہ ہے ہم نے فیصلہ دے دینا ہے لیکن اس پر عمل درآمد ریاستی اداروں نے کرنا ہے اس کے لیے ہمارے پاس تیاری ہونی چاہیے۔ عاطف وحید صاحب نے بتایا کہ اس کے لیے ہم نے لابنگ شروع کر دی ہے۔ اور ہم ایسے لوگوں کو ٹرینڈ کر رہے ہیں جن کا تعلق حکومت اور دوسرے ریاستی اداروں کے ساتھ ہے۔ یہ لوگ پھر سیاست دانوں اور اعلیٰ عہدیداروں سے ملاقاتیں کریں گے تا کہ اب جو فیصلہ آئے اس کو نافذ کرنے میں آسانی ہو۔ کلیۃ القرآن کے نئے کیمپس کے بارے میں بتاتے ہوئے انہوں نے کہا کہ ہم نے پچھلے سال شیخوپورہ روڈ شرقپور میں نئے کیمپس کے لیے اراضی حاصل کی تھی۔ نئے کیمپس کی تعمیر کے حوالے سے ہم کافی مراحل

عبور کر چکے ہیں۔ چونکہ یہ علاقہ بھی ایل ڈی اے کی حدود میں آتا ہے اس لیے اس کا این اوسی ہمیں ایل ڈی اے سے ہی لینا ہوگا۔ ایل ڈی اے والوں کے تقاضے بھی ہم کافی حد تک پورے کر چکے ہیں۔ اب صرف کمرشلائزیشن کا شعبہ رہ گیا ہے جہاں ہماری فائل پڑی ہوئی ہے کیونکہ حکومت نے ایک نئی کمرشلائز پالیسی دینی ہے جس کا ہمیں انتظار ہے۔ اس کے علاوہ نیسپاک ادارے کے آرکیٹیکٹ سے ہم نے اس کا ماسٹر پلان بھی تیار کروالیا ہے۔ اس کی تعمیر کی فنڈنگ کے لیے بعض کرم فرماؤں نے مدد کا وعدہ کیا ہوا ہے۔ بہرحال ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کا قرآن یونیورسٹی کا ایک دیرینہ خواب تھا جس کے لیے ہم تگ ودو کر رہے ہیں۔ رجوع الی القرآن کورس کی کلاسز اگست سے شروع ہوئی تھیں۔ اس دفعہ (2019ء میں) 74 مرد حضرات اور 34 خواتین نے داخلہ لیا۔

صدر انجمن ڈاکٹر ابصار احمد نے اپنے خطاب میں فرمایا کہ برادر مکرم ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ کی زندگی ٹو پرانگ ایجنڈے سے تعبیر تھی۔ ایک انجمن خدام القرآن اور دوسری تنظیم اسلامی کی سطح پر۔ قرآن اکیڈمی، قرآن کالج یا کلیۃ القرآن اوّل الذکر ادارے کے علمی و تعلیمی مقاصد کو پورا کر رہے ہیں۔ ڈاکٹر اسرار احمد رحمہ اللہ ایک اعتبار سے اپنے وقت کے بلی گراہم تھے یعنی ملک بھر میں قرآنی دروس اور TV پروگراموں کی وجہ سے آپ کا تعارف اتنے بڑے پیمانے پر ہو گیا تھا کہ آپ ایک دانشور کے مطابق "Household Name" بن گئے تھے۔ آپ کو معلوم ہوگا کہ بلی گراہم اپنے دور کا بہت بڑا عیسائی مبلغ تھا۔ اس نے کافی لمبی عمر پائی تھی اور کئی صدور کا زمانہ دیکھا تھا۔ دین کا جو کام ڈاکٹر اسرار احمدؒ نے کیا اور جو مقام حاصل کیا، اب یہ مقام کسی ایک فرد کو حاصل نہیں اگرچہ علماء کرام اور مذہبی دانشوروں کے دروس سوشل والیکٹرانک میڈیا میں بڑے پیمانے پر پھیلائے جارہے ہیں۔ دینی افکار و خیالات کی تشہیر بڑے پیمانے پر ہو رہی ہے لیکن دوسری طرف شیطانی قوتیں بھی پرنٹ اور الیکٹرانک میڈیا کے ذریعے سیکولر اور لبرل خیالات پھیلانے میں سرگرم ہیں۔ بعض سکالرز ڈاکٹر صاحب کے فکر اور علمی جدوجہد کے بعض پہلوؤں کو اجتہادی اور ظنی قرار دے رہے ہیں حالانکہ ڈاکٹر صاحب کا فکر قرآن، حدیث اور سنت پر Based ہے۔ انجمن اور تنظیم کی سطح پر سرگرمیاں اس کی بہت بڑی شاہد ہیں۔ تنظیم اور انجمن دونوں مل کر ایک مقصد کو پورا کر رہی ہیں۔ دنیا میں اس وقت سائنس اور ٹیکنالوجی اور آرٹی فیشل انٹلی جنس کے ذریعے جو نظریات سامنے آ رہے ہیں ان کی وجہ سے انسان اپنی عظمت سے غافل ہوتا جا رہا ہے۔ دنیا کے مشہور سائنس دان سٹیفن ہاکنگ نے بھی اس خدشے کا اظہار کیا ہے کہ جدید سائنس کسی بہتر مستقبل کا پیغام نہیں ہے بلکہ یہ صرف عالمی اشرافیہ کے لیے مصنوعی ذہانت اور ڈیجیٹل طرز زندگی کا انتظام کر رہی ہے۔ اور جینیاتی انجینئرنگ کے ذریعے موت کو شکست دینے کی راہ ڈھونڈنے کی کوشش کر رہی ہے جسے بالآخر شکست سے دوچار ہونا ہے۔ لیکن الحمدللہ ہم اللہ تعالیٰ کی آخری کتاب قرآن مجید کے حامل اور محافظ ہیں۔ ہمیں اس کو پڑھنا اور سمجھنا چاہیے۔ اس کے علاوہ بہت سے علمی جرائد اور تفاسیر ہیں جن کے ذریعے دین کا کام ہوا ہے۔ اگرچہ اس وقت عالم عرب میں مغربی تہذیب کا غلبہ ہے لیکن وہاں پر ایسے لوگ ہیں جو قرآن وحدیث کو پھیلانے کا کام کر رہے ہیں اور جدید ایشوز کے حوالے سے بھی وہ اپنے اجتہادات پیش کر رہے ہیں۔ بحمد للہ ہم ''ما انا علیہ و اصحابی'' پر عمل کرنے میں اپنی اُخروی نجات سمجھتے ہیں۔

آخر میں رحمت اللہ بٹر صاحب نے دعا کرائی اور اس پروگرام کا اختتام ہوا۔

یاد رفتگان

لطف الرحمٰن خان صاحب فی ذمۃ اللہ!

پروفیسر اشرف سلیم

جناب لطف الرحمٰن خان صاحب مورخہ، دسمبر 2018ء کی رات اپنے رب سے جاملے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس ملاقات کے لئے وہ مدت سے انتظار اور تیاری میں مشغول تھے۔ موصوف دنیاوی اور دینی دونوں علوم سے آراستہ تھے۔ آپ نے عملی زندگی کا آغاز بی۔ کام اور ایم۔ اے معاشیات کی تعلیم کے ساتھ کیا۔ 1954ء میں آپ نے بطور انشورنس ایجنٹ بیمہ کی صنعت کا انتخاب کیا اور تیزی سے ترقی کرتے ہوئے پنجاب اور سرحد (KPK) کے زونل چیف بنے۔ جب یہ صنعت 1973ء میں قومیائی گئی تو انہیں مینیجر ایڈمنسٹریشن اور پرسانل کی ذمہ داریاں سونپی گئیں۔ اسی وقت آپ کو پاکستان سوسائٹی فار ایڈوانسمنٹ آف ٹریننگ کا سیکریٹری مقرر کیا گیا۔ اس دوران متعدد مینجمنٹ کورسز منعقد کروانے کے ساتھ ساتھ آپ خود بھی بطور ایک طالب علم ان میں شریک ہوتے رہے اور انہیں اپنے علم میں گراں قدر اضافے کا ذریعہ بنایا۔ 1976ء میں آپ نے ملازمت چھوڑ کر بطور انشورنس سیلز مینیجر اسٹیٹ لائف میں اپنے ذاتی کاروبار کا آغاز کیا جو آخر تک جاری رہا۔

1985ء میں مرد درویش ڈاکٹر اسرار احمدؒ صاحب سے بیعت ہو کر طالب علمی کا ایک نیا دور شروع ہوا اور یہاں بھی آپ نے اپنی فطری لگن، خلوص اور محنت سے قرآن فہمی میں معتدبہ استعداد حاصل کی۔ البلاغ فاؤنڈیشن قائم کرنے سے پہلے آپ قرآن اکیڈمی میں بطور ناظم کام کرتے رہے اور کئی چھوٹی بڑی کتابیں بھی تحریر کیں جن میں عربی گرامر کے تین حصے خاص اہمیت کے حامل ہیں اور اب تک ہزاروں طلباء ان سے مستفید ہو چکے اور ہو رہے ہیں۔ البلاغ فاؤنڈیشن کے لئے کئی چھوٹے بڑے کتابچوں کے علاوہ (i) اسلام کا جائزہ (ii) حدیث کا جائزہ (iii) جینے کا سلیقہ (iv) ترجمہ قرآن مجید اور (v) مطالعہ قرآن حکیم مرتب کئے جو خط وکتابت کورسز کا حصہ ہیں۔ تالیف کے سلسلہ میں ان کا آخری کام قرآنی ڈکشنری ہے، جسے تقریباً 5 سال کی محنتِ شاقہ سے ترتیب دینے کے دوران انہیں یہ سوچ بھی دامن گیر رہی کہ کہیں یہ کام ادھورا نہ رہ جائے۔ انہی گوناگوں سوچوں اور محنت نے انہیں جسمانی طور پر بے حد کمزور کر دیا تھا۔ اللہ کی رحمت سے ڈکشنری کی تکمیل کے بعد وہ ہر لحاظ سے اپنے رب سے ملاقات کے لئے مستعد تھے۔ پھر بھی اپنی حیاتِ فانی کے آخری لمحات تک آپ خدمت قرآنی کے کام میں مشغول رہے۔

راقم کا ان سے تعارف 1992ء میں ہوا جب راقم نے بطور لیکچرار انگریزی قرآن کالج کی ملازمت اختیار کی۔ راقم نے اُنہیں ان کے مرشد ومربی کی طرح علم وعمل کا پیکر پایا۔ علوم کی دنیاوی اور دینی دونوں جہتوں پر خاصا عبور اور ساتھ میں تقویٰ۔ اخراجات (ذاتی) میں حد درجہ احتیاط، حتیٰ کہ پھٹی بنیان اور سادہ دیسی متاعِ زیست۔ جو ملا پایا اسے راہِ خدا میں لگا دیا۔ اسی وجہ سے ایسے افراد کو اہل اللہ کہنے کو جی چاہتا ہے۔

اس دوران ایک دوست کی وجہ سے راقم کا تعلق پرنٹنگ کے کام سے ہو گیا تھا، چنانچہ جب لطف الرحمٰن خان صاحب نے 'اسلام کا جائزہ حصہ اوّل' کا مسودہ تیار کر لیا تو راقم کو اپنے گھر میں بلا کر فرمایا 'تم ہمارا یہ کام کر دو گے'۔ اس دن سے آج تک موصوف کی ہر تحریر کو چھپوانا اور البلاغ کے دفتر تک پہنچانا راقم کی ذمہ داری رہی ہے۔ یہ تعلق اب بھی جاری ہے اور اسی سبب سے راقم اُن کے شروع کئے ہوئے کام کو جاری رکھنے کی کوشش میں ہے۔ دعا فرمائیں۔ اللہ ربّ العزت اس کی انجام دہی میں ہماری مدد فرمائے۔ آمین!

War is Good for Drug Business and Organized Crime

In 2000, the Taliban government with the support of the United Nations implemented a successful drug eradication program, which was presented to the UN General Assembly on October 12, 2001, barely a week after on the onset of US-NATO invasion. Opium production had collapsed by 94 percent.
In 2001 opium production had collapsed to 185 tons down from 3300 tons in 2000.

UNODC Everywhere

Statement on behalf of
Pino Arlacchi,
Executive Director,
to the
Third Committee of the General Assembly

New York
12 October 2001

Mr. Chairman, Distinguished Delegates,

It will come as no surprise that Afghanistan occupies a central spot in our concerns. This is certainly the case with regard to international drug control. It is also true, at least indirectly, with regard to crime prevention.

Turning first to drug control, I had expected to concentrate my remarks on the implications of the Taliban's ban on opium poppy cultivation in areas under their control.

The ban was announced last July, prior to the October poppy-planting season. We now have the results of our annual ground survey of poppy cultivation in Afghanistan. This year's production is around one hundred eighty-five tons. This is down from the three thousand three hundred tons last year, a decrease of over ninety-four per cent. Compared to the record harvest of four thousand seven hundred tons two years ago, the decrease is well over ninety-seven per cent.

(Ref: Remarks on behalf of UNODC Executive Director at the UN General Assembly, Oct 2001, excerpt above)

The US-NATO led war against Afghanistan served to restore the illicit Heroin trade! The Afghan government's drug eradication program was repealed. The 2001 war on Afghanistan served to restore as well as boost the multibillion dollar drug trade. It has also contributed to the surge in heroin addiction in the US. Opium production had declined by more than 90 per cent in 2001 as a result of the Taliban government's drug eradication program.
Immediately following the invasion (October 7, 2001) and the occupation of Afghanistan by US-NATO troops, the production of opium regained its historical levels.

> "In fact the surge in opium cultivation production coincided with the onslaught of the US-led military operation and the downfall of the Taliban regime. From October through December 2001, farmers started to replant poppy on an extensive basis."

(Ref: Michel Chossudovsky, op cit.)

Since 2001, according to UNODC, the production of opium has increased 50 times, (compared to 185 ton in 2001) reaching 9000 metric tons in 2017. It has almost tripled in relation to its historical levels

Since 2001, according to UNODC, the production of opium has increased 50 times, (compared to 185 ton in 2001) reaching 9000 metric tons in 2017. It has almost tripled in relation to its

Since 2001, according to UNODC, the production of opium has increased 50 times, (compared

Figure 1: Opium poppy cultivation in Afghanistan, 1994-2017 (Hectares)

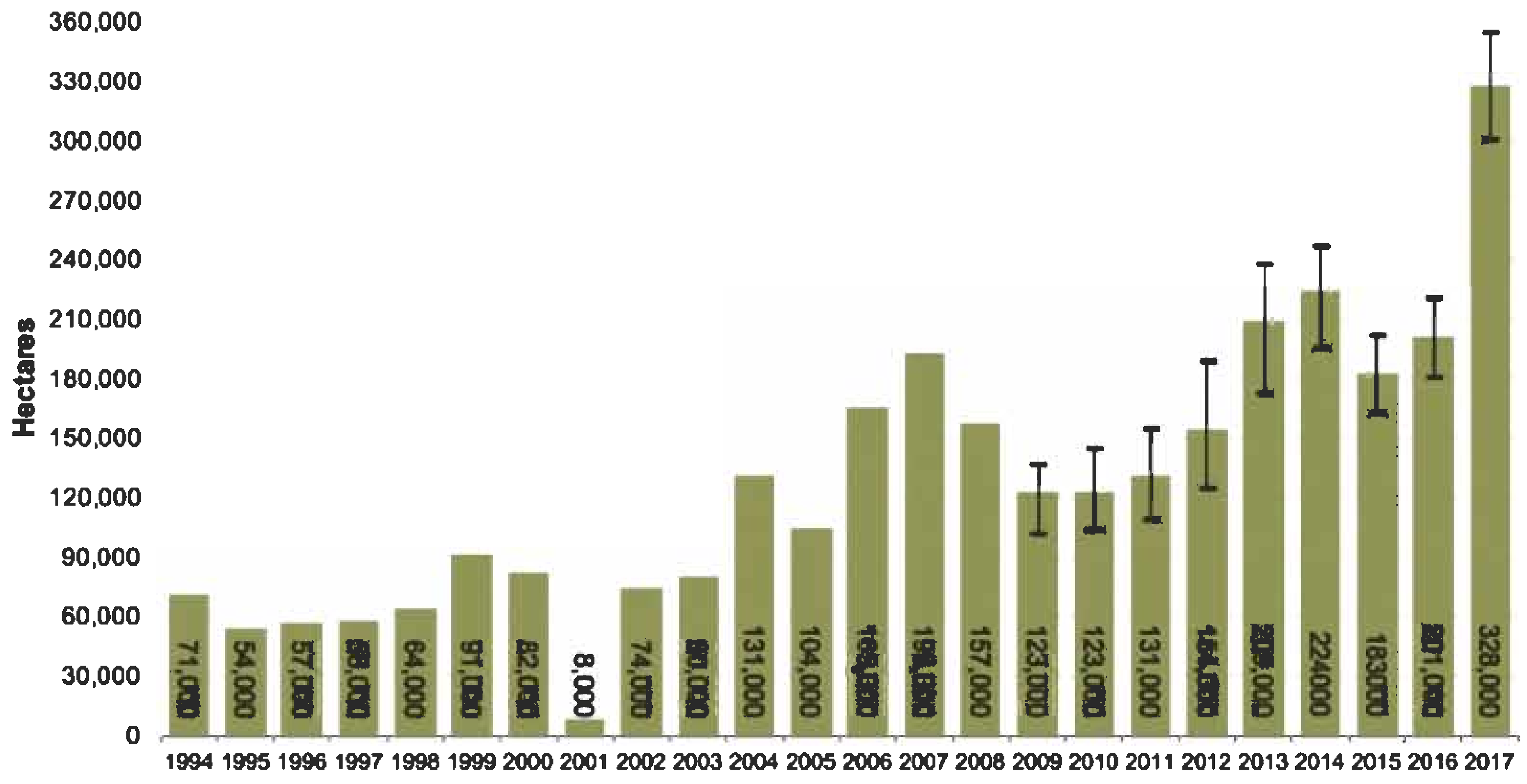

Sources: MCN/UNODC opium surveys 1994-2017. The vertical lines represent the upper and lower bounds of the 95% confidence interval.

to 185 ton in 2001) reaching 9000 metric tons in 2017. It has almost tripled in relation to its historical levels. ***(See Figure 1 below)***

The global monetary value of the heroin market is of the same order of magnitude as the defense budget of the USA.

Needless to say, the Pentagon not to mention the CIA which launched the opium economy in Afghanistan in the late 1970s are intent upon protecting this multibillion dollar industry.

The bottom line is that the “War on Terror” waged by the West in Afghanistan has been “good for business”. It has contributed to spearheading heroin use. The Afghan opium economy feeds into a lucrative trade in narcotics and money laundering, controlled by the CIA.

Source: ***https://www.globalresearch.ca***

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ’’دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی،
23- کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ) لاہور‘‘ میں
24 تا 27 جنوری 2019ء (بروز جمعرات نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

مدرسین کورس

(نئے و متوقع مدرسین کے لیے)
کا انعقاد ہو رہا ہے،
زیادہ سے زیادہ مدرسین رفقاء اس میں شامل ہوں،
موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں
برائے رابطہ: 0321-4369865
المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)35473375-79

رفقاء متوجہ ہوں

ان شاءاللہ ’’دارالاسلام مرکز تنظیم اسلامی،
23- کلومیٹر ملتان روڈ (نزد چوہنگ) لاہور‘‘ میں
25 تا 27 جنوری 2019ء (بروز جمعۃ المبارک نمازِ عصر تا بروز اتوار نمازِ ظہر)

نقباء کورس

(نئے و متوقع نقباء کی لیے)
کا انعقاد ہو رہا ہے،
زیادہ سے زیادہ رفقاء اس میں شامل ہوں،
موسم کی مناسبت سے بستر ہمراہ لائیں
برائے رابطہ: 0321-4369865
المعلن: مرکزی شعبہ تعلیم وتربیت: (042)35473375-79

Vol: 28 Regd. C.P.L NO. 114 No.3

Weekly **Nida-e-Khilafat** Lahore